قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابوسعید

Online Edition

منگل 5/ جولائی 2022ء | 5/ ذوالحجہ 1443 ہجری قمری | 5/ وفا 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:135

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

جس گھر میں تلاوت قرآن نہ ہو وہاں خیر، کم اور شر زیادہ ہوجاتا ہے

ایک موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اپنے گھروں میں کثرت سے تلاوت قرآن کریم کیا کرو۔ یقیناً وہ گھر جس میں قرآن نہ پڑھا جاتا ہو وہاں خیر، کم ہوجاتی ہے۔ اور شر زیادہ ہوجاتا ہے۔ اور وہ گھر اپنے رہنے والوں کے لئے تنگ پڑ جاتا ہے۔

(کنزالعمال، ادب المعبر الفصل الثانی فی آداب البیت والبناء حدیث نمبر 41496 مطبوعہ مکتبۃ التراث الاسلامی حلب)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

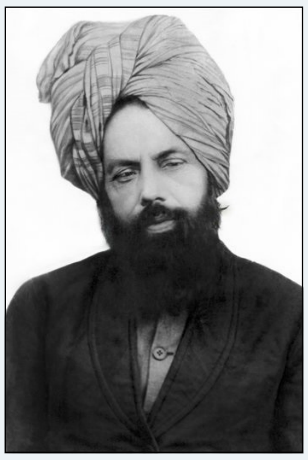

قرآن کریم میں تمام مذاہب باطلہ کا ردّ موجود ہے

قرآنِ مجید ایک ایسی پاک کتاب ہے جو اس وقت دُنیا میں آئی تھی جبکہ بڑے بڑے فساد پھیلے ہوئے تھے اور بہت سی اعتقادی اور عملی غلطیاں رائج ہوگئی تھیں اور تقریباً سب کے سب لوگ بداعمالیوں اور بدعقیدگیوں میں گرفتار تھے۔ اسی کی طرف اللہ جلّشانہ قرآن مجید میں اشارہ فرماتا ہے ظَهَرَ الۡفَسَادُ فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ (الرّوم:42) یعنی تمام لوگ کیا اہل کتاب اور کیا دوسرے سب کے سب بدعقیدگیوں میں مبتلا تھے اور دُنیا میں فسادِ عظیم برپا تھا۔غرض ایسے زمانے میں خدا تعالیٰ نے تمام عقائدِ باطلہ کی تردید کے لیے قرآنِ مجید جیسی کامل کتاب ہماری ہدایت کے لیے بھیجی جس میں کُل مذاہب باطلہ کا ردّ موجود ہے۔ اور خاص کر سورۂ فاتحہ میں جو پنج وقت ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے اشارہ کے طور پر کُل عقائد کا ذکر ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 379 ایڈیشن 1988ء)

(بلا تبصرہ)

جنرل ضیاء الحق کے انجام کے متعلق روزنامہ جنگ لاہور کا حقیقت افروز ایک اقتباس

پاکستان میں پہلی مرتبہ جناب دولتانہ نے قادیانی مسئلہ کو اٹھایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے بعد آج تک وہ اقتدار کی کرسی سے محروم رہے۔ پھر جناب ایوب خان نے اپنے اقتدار کے ڈوبتے ہوئے دور میں اسی مسئلہ کا سہارا لینا چاہا۔ انہوں نے اپنے بارہ میں مرزائیت سے بریت کے بیانات اخبارات اور ریڈیو پر نشر کئے۔ صدر کے ایماء پر اس وقت کے گورنر مغربی پاکستان امیر محمد خان نے مرزا غلام احمد قادیانی کی اہم کتاب کو ضبط کیا۔ مگر یہ ان کے متزلزل اقتدار کو طول نہ دے سکا۔ بلکہ رسوا ہوکر اقتدار سے علیحدہ ہوئے۔ پھر بھٹو جن کی پارٹی اور حکومت بذات خود مرزائیوں کی امداد اور اعانت سے برسر اقتدار آئی تھی نے گرتی ہوئی ساکھ اور ڈولتے ہوئے اقتدار کو سنبھالا اور طول دینے کے لئے اپنی محسن مرزائی جماعت کی گردن پر وار کیا اور ایسا وار کہ 90 سالہ مسئلہ حل کر ڈالا۔ بھٹو کا خیال تھا کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے بعد اب انہوں نے پاکستانی عوام کے دل جیت لئے ہیں اور اب وہ تاحیات پاکستان کے وزیر اعظم رہیں گے۔ لیکن ان کا یہ خیال شرمندہء تعبیر نہ ہوسکا۔ اب صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے مرزائیت سے بریت کا اعلان واشگاف الفاظ میں کیا ہے اور مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے علیحدہ کرنے کا عہد کیا ہے۔ **لیکن ماضی کو سامنے رکھتے ہوئے دل کانپ جاتا ہے کیونکہ ماضی میں ثابت ہوچکا ہے کہ جنہوں نے بھی قادیانی مسئلہ کو اٹھایا یا چھیڑا وہ اقتدار سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کے پس پردہ کون سے عوامل یا غیبی طاقت کارفرما ہے وہ پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔**"

(روز نامہ جنگ لاہور 12دسمبر 1983ء)

(مرسلہ: قریشی عبد الحکیم)

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ یَہۡدِیۡ لِلَّتِیۡ ہِیَ اَقۡوَمُ وَیُبَشِّرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمۡ اَجۡرًا کَبِیۡرًا ﴿۱۰﴾

(بنی اسرائیل: 10)

ترجمہ: یقیناً یہ قرآن اس (راہ) کی طرف ہدایت دیتا ہے جو سب سے زیادہ قائم رہنے والی ہے اور اُن مومنوں کو جو نیک کام کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ اُن کے لئے بہت بڑا اجر (مقدر) ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں اور خود بھی پڑھیں۔ ہر گھر سے تلاوت کی آواز آنی چاہئے۔ پھر ترجمہ پڑھنے کی کوشش بھی کریں۔ اور سب ذیلی تنظیموں کو اس سلسلے میں کوشش کرنی چاہئے، خاص طور پر انصار اللہ کو کیونکہ میرے خیال میں خلافت ثالثہ کے دور میں ان کے ذمے یہ کام لگایا گیا تھا۔ اسی لئے ان کے ہاں ایک قیادت بھی اس کے لئے ہے جو تعلیم القرآن کہلاتی ہے۔ اگر انصار پوری توجہ دیں تو ہر گھر میں باقاعدہ قرآن کریم پڑھنے اور اس کو سمجھنے کی کلاسیں لگ سکتی ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابوموسیٰؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مومن قرآن کریم پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال ایک ایسے پھل کی طرح ہے جس کا مزہ بھی عمدہ اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے۔ اور وہ مومن جو قرآن نہیں پڑھتا مگر اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال اس کھجور کی طرح ہے کہ اس کا مزہ تو عمدہ ہے مگر اس کی خوشبو کوئی نہیں۔ اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اس خوشبودار پودے کی طرح ہے جس کی خوشبو تو عمدہ ہے مگر مزا کڑوا ہے۔ اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ایسے کڑوے پھل کی طرح ہے جس کا مزا بھی کڑوا ہے جس کی خوشبو بھی کڑوی ہے۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب اثم من رأی بقراۃ القرآن او تأکل بہ، او فجر بہ)

اس حدیث سے قرآن کریم کی مزید وضاحت یہ ہوتی ہے کہ نہ صرف تلاوت ضروری ہے بلکہ اس کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ جو قرآن کریم پڑھتے بھی ہیں اور اس پر غور بھی کرتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں وہ ایسے خوشبودار پھل کی طرح ہیں جس کا مزا بھی اچھا ہے اور جس کی خوشبو بھی اچھی ہے۔ کیسی خوبصورت مثال ہے۔ کہ ایسا پھل جس کا مزا بھی اچھا ہے جب انسان کوئی مزیدار چیز کھاتا ہے تو پھر دوبارہ کھانے کی بھی خواہش ہوتی ہے۔ تو قرآن کریم کو جو اس طرح پڑھے گا کہ اس کو سمجھ آرہی ہوگی اس کو سمجھنے سے ایک قسم کا مزا بھی آرہا ہوگا اور جب اس پر عمل کر رہا ہوگا تو اس کی خوشبو بھی ہر طرف پھیلا رہا ہوگا۔ اس کے احکام کی خوبصورتی ہر ایک کو ایسے شخص میں نظر آرہی ہوگی۔

(خطبہ جمعہ 24/ ستمبر 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- بُخارِ دِل کا نام (منظوم)
- جلسے، اجتماعات سے دینی علم اور تقویٰ کے پارسل لے کر آئیں
- عقیقہ اور اس کے مسائل
- حضرت زکریاؑ
- حیاتِ نورالدینؓ
- کیمرون میں احمدیت

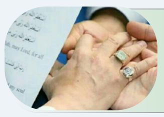

دربارِ خلافت

معاشرے میں عدل و انصاف کا قیام اور عدل کی مختلف صورتیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آج اُن دو اہم باتوں کا ذکر ہو گا جو معاشرے کے حقوق ادا کرنے، معاشرے سے فتنہ و فساد ختم کرنے، معاشرے میں امن و سلامتی پھیلانے، معاشرے میں عدل و انصاف قائم کرنے اور اپنے دلوں کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع کرنے اور اپنے عہدوں کو پورا کرنے کے بارے میں روشنی ڈالتی ہیں یا ان میں اس بارے میں اسلامی تعلیم بیان ہوئی ہے جس کو مَیں نے ابھی بیان کیا ہے۔

آج اسلام پر اعتراض ہوتے ہیں کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ اس کی تعلیم میں سختی ہے۔ دہشتگردی اور فتنہ و فساد کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ ابھی چند دن پہلے ایک امریکن لکھنے والے نے لکھا کہ اسلام میں جمعہ کا دن نَعُوْذُ بِاللّٰہِ فساد کا دن ہے، اور کافی کچھ اسلام کے خلاف لکھا۔ جماعت نے اُس اخبار یا جہاں بھی لکھا گیا تھا اُن سے رابطہ کیا اور اسلام کی خوبصورتی کے بارے میں ہمارے ایک نوجوان نے بڑا اچھا مضمون لکھا۔ اور اس کے بارے میں مزید بھی میں نے اُن کو کہا ہے کہ وہاں مزید رابطے کر کے اسلام کی جو خوبصورت تعلیم ہے، اسلام کے جو مقاصد ہیں، جمعہ کے جو مقاصد ہیں، ان پر اس طرح کے مضامین لکھیں، article لکھیں کہ لوگوں کو پتہ لگے۔

آج یہ جماعت احمدیہ کا ہی کام ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے مشن کو آگے بڑھاتے ہوئے نہ صرف اسلام پر کئے گئے حملوں کا دفاع کریں بلکہ دلائل و براہین سے دشمن کا منہ بھی بند کریں۔ یہ ہمارا کام تو بہرحال ہے لیکن خدا تعالیٰ نے خود بھی ایسے انتظام کئے ہیں کہ بعض دفعہ ایسے انصاف پسند غیر مسلموں کو بھی کھڑا کر دیتا ہے جو اسلام کی خوبیوں کو بتانے لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک کیتھولک عیسائی ہیں، پروفیسر ہیں، سکالر ہیں۔ انہوں نے ڈیلی ٹیلیگراف (Daily Telegraph) میں گزشتہ دنوں مضمون لکھا جس میں اسلام اور مسلمانوں کی تعریف کی اور ایتھی ازم (Atheism) کے خلاف اور یہاں جو قومیت پسند تنظیمیں ہیں اُن کے خلاف باتیں کیں اور یہ لکھا کہ مسلمانوں کی جو اعلیٰ روایات ہیں، اعلیٰ تعلیمات ہیں ان کو قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

آجکل مذہب اور اسلام پر اعتراض کرنے والے زیادہ تر یہی لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کے وجود سے منکر ہیں۔ بہرحال جیسا کہ میں نے کہا یہ کام تو آج ہمارا ہے کہ دین کی ضرورت اور زندہ خدا کے وجود کو دنیا پر ثابت کریں۔ کیونکہ ایک حقیقی مسلمان ہی اس کام کو سرانجام دے سکتا ہے اور زمانے کے امام سے جڑ کر احمدی ہی اسلام کی حقیقی تعلیم کو سمجھنے والے اور اُسے دنیا میں پھیلانے والے ہیں اور ہونے چاہئیں۔ اور یہ کام قرآنِ کریم کی تعلیم اور احکامات پر عمل کرنے سے ہی ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ آج اُن دو احکامات کے بارے میں کچھ کہوں گا جن کا اُس فہرست میں ذکر ہے جو سورۃ انعام کی آیات 152 اور 153 میں بیان ہوئی ہیں، اور جو مَیں گزشتہ چند خطبوں سے ذکر کر رہا ہوں۔ ان میں سے آج بیان ہونے والی باتوں میں پہلی بات عدل و انصاف سے متعلق ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی (الانعام:153) اور جب تم کوئی بات کرو تو انصاف کی بات کرو۔ چاہے وہ شخص کتنا ہی قریبی ہو جس کے متعلق بات کی جا رہی ہے۔

عدل کی مختلف صورتیں ہیں اور اس بارے میں قرآنِ کریم میں مختلف جگہوں پر تفصیلی احکامات بھی ہیں۔ اس گواہی کو جو قریبیوں کے بارے میں دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ مزید کھول کر بیان فرمایا ہے جس میں قریبی ہی نہیں بلکہ خود گواہی دینے والے کو بھی شامل فرمایا ہے۔ اور والدین کو بھی شامل فرمایا ہے۔ سورۃ نساء کی آیت 136 ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ بِالۡقِسۡطِ شُہَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوۡ عَلٰۤی اَنۡفُسِکُمۡ اَوِ الۡوَالِدَیۡنِ وَالۡاَقۡرَبِیۡنَ ۚ اِنۡ یَّکُنۡ غَنِیًّا اَوۡ فَقِیۡرًا فَاللّٰہُ اَوۡلٰی بِہِمَا ۟ فَلَا تَتَّبِعُوا الۡہَوٰۤی اَنۡ تَعۡدِلُوۡا ۚ وَاِنۡ تَلۡوٗۤا اَوۡ تُعۡرِضُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرًا

(النساء:136)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ خواہ خود اپنے خلاف گواہی دینی پڑے، یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔ خواہ کوئی امیر ہو یا غریب، دونوں کا اللہ ہی بہتر نگہبان ہے۔ پس اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔ یہ نہ ہو کہ عدل سے گریز کرو۔ اور اگر تم نے گول مول بات کی یا پہلو تہی کر گئے تو یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو، اُس سے بہت باخبر ہے۔

یہاں گواہیوں کے بارے میں ایک اصولی بات بیان ہوگئی کہ تمہاری گواہیاں خالصۃً اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ہونی چاہئیں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع ہونی چاہئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’حق اور انصاف پر قائم ہو جاؤ۔ اور چاہئے کہ ہر ایک گواہی تمہاری خدا کے لئے ہو‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی, روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 361)

(خطبہ جمعہ 9/ اگست 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

بُخارِ دِل کا نام

(کلام حضرت سید میر محمد اسماعیلؓ)

بُخارِ دِل رکھا ہے نام اِس کا
کہ آتشدانِ دِل کا یہ دُھواں ہے

کسی کے عشق نے جب پھونک ڈالا
تو نکلی مُنہ سے یہ آہ و فُغاں ہے

لگاتی آگ ہے لوگوں کے دِل میں
ہماری نظم بھی آتِش فِشاں ہے

کہیں حکمت کے موتی ہیں بکھیرے
کہیں عشق و محبت کا بیاں ہے

بخار دل صفحہ 7

دعا کا تحفہ

رؤیت بیت اللہ کی دعا

حضرت حذیفہ بن اسیدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ جب بیت اللہ پر نظر فرماتے تو یہ دعا کرتے:۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَكَ ھٰذَا تَشْرِیْفًا وَّ تَعْظِیْماً وَّتَکْرِیْمًا وَّ بِرًّا وَّ مَصَابَۃً وَّ زِدْ مَنْ شَرَّفَہٗ وَ عَظَّمَہٗ مِمَّنْ حَجَّہٗ وَ اعْتَمَرَہٗ تَعْظِیْمًا وَّ تَشْرِیْفًا وَّ بِرًّا وَّ مَصَابَۃً

(مجمع الزوائد ہیثمی بیروت جلد 3 صفحہ 238)

ترجمہ: اے اللہ! اپنے اس گھر (بیت اللہ) کو بزرگی عظمت و عزت نیکی اور رعب میں زیادہ کر۔ اور حج وعمرہ کرنے والوں میں سے جو اس کی تقدیس و تعظیم کرے اُسے بھی عظمت و شرف اور نیکی اور رعب میں بڑھا۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق صفحہ 90 ایڈیشن 2014ء)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

حدیقۃ النساء

جلسے، اجتماعات سے دینی علم اور تقویٰ کے پارسل لے کر آئیں

ہوسکتا ہے مضمون کا موضوع پڑھ کر کچھ بہنیں مجھ سے ناراض ہو جائیں گے۔ لیکن جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ کچھ ماہ تک مختلف ممالک میں جلسہ جات اور لجنہ ناصرات کے اجتماعات منعقد ہوں گے۔ ان اجتماعات اور جلسہ جات کا مقصد ہماری تعلیم وتربیت ہوتا ہے نیز تربیتی تقاریر اور دیگر تعلیمی مقابلہ جات کے ذریعے یہ کوشش کی جاتی ہے کہ ہم روحانی طور پر بھی ترقی کریں۔ لیکن ہماری توجہ اب زیادہ تر کپڑوں جوتوں اور دیگر آرائشی اشیاء پر ہوتی جارہی ہے۔ پہلے عیدین کے موقع پر خاص کپڑوں کا اہتمام ہوتا تھا لیکن اب اکثر یہ سننے میں آتا ہے کہ ہم نے جلسے کا پارسل منگوانا ہے۔ جیسے جلسے کا مقصد نئے نئے کپڑے پہننا ہو۔ بے شک نئے کپڑے پہنیں سجیں سنوریں لیکن ان تربیتی پروگراموں کا جو حقیقی مقصد ہے وہ ہمیشہ مدنظر رہے۔ عورت کا میلان قدرتی طور پر بناؤ سنگھار اور زیب و زینت کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ بننا سنورنا پسند کرتی ہے۔ ایک حد کے اندر رہتے ہوئے اسلام بھی اس کی اجازت دیتا ہے۔ بلکہ شوہر کے لیے بناؤ سنگھار کرنے کی تو خاص تلقین بھی کی گئی ہے۔ لیکن ہر چیز جب تک ایک حد میں رہتی ہے تو ٹھیک رہتی ہے جب وہی چیز حد سے بڑھ جاتی ہے تو بدنما ہو جاتی ہے۔ آج کل خواتین میں برینڈڈ کپڑوں اور دیگر قیمتی اشیاء کے خریدنے اور استعمال کرنے کا رجحان بڑھتا جارہا ہے۔ ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی مہنگی سے مہنگی چیزیں خریدی جاتی ہیں اور پھر جیسے ایک مقابلہ بازی کی سی فضا قائم ہو جاتی ہے۔ جماعتی پروگرام جو ہماری تربیت کے لیے منعقد ہوتے ہیں وہاں بھی دلچسپی تقاریر کی بجائے ایک دوسرے کے کپڑے دیکھنے اور برینڈ پہچاننے کی کوشش میں صرف ہو رہی ہے۔ اوریجنل اور ریپلیکا ہونے کی بحث ہو رہی ہے۔ بے شک یہ چیز عام نہیں لیکن اگر چند لوگوں میں بھی ہے تو قابل فکر ہے۔ خدا تعالیٰ نے جن نعمتوں سے انسان کو نوازا ہوا ہوتا ہے وہ چاہتا ہے کہ بندہ اس کا اظہار کرے۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھنا پسند کرتا ہے

(سنن ترمذی حدیث نمبر 2963)

اس کے اظہار کرنے سے وہ خوش ہوتا ہے۔ لیکن میانہ روی ہر معاملہ میں لازم ہے۔ نہ تو یہ ہو کہ بالکل ہی کنجوسی کی جائے استطاعت ہوتے ہوئے بھی اچھی چیزوں کا استعمال نہ کیا جائے بلکہ اپنے حلیے کو بگاڑ کر رکھا جائے اور نہ یہ ہو کہ گنجائش سے بڑھ کر صرف ظاہری نمود ونمائش پر توجہ ہو۔ اپنے آپ کو اپنے گھر والوں کو مشکل میں ڈالا جائے۔ آمدن سے زیادہ خرچہ کیا جائے اور پھر مزید تکلیف اٹھائی جائے یا بار بار تقاضا کر کے گھر کا ماحول خراب کیا جائے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

’’خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو ان کی حیثیت سے باہر ہیں کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاک دامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔ خدا کے فرائض نماز زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو۔ اپنے خاوندوں کی دل وجان سے مطیع رہو بہت سا حصہ ان کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے سو تم اپنی اس ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی جاؤ۔ اسراف نہ کرو اور خاوندوں کے مالوں کو بے جا طور پر خرچ نہ کرو خیانت نہ کرو، چوری نہ کرو، گلہ نہ کرو ایک عورت دوسری عورت یا مرد پر بہتان نہ لگاوے۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 81)

خدا تعالیٰ نے سب سے بہتر لباس، لباس تقویٰ کو کہا ہے یعنی ظاہری اور باطنی دونوں طور پر تقویٰ کو ہی مدنظر رکھا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے کتاب رحمان میں لباس کے حوالے سے کیا فرمایا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ وَرِیۡشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقۡوٰی ۙ ذٰلِکَ خَیۡرٌ ؕ ذٰلِکَ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّہُمۡ یَذَّکَّرُوۡنَ

(الاعراف: 27)

اے بنی آدم! یقیناً ہم نے تم پر لباس اتارا ہے جو تمہاری کمزوریوں کو ڈھانپتا ہے اور زینت کے طور پر ہے اور رہا تقویٰ کا لباس تو وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ اللہ کی آیات میں سے کچھ ہیں تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔

یعنی خدا تعالیٰ نے لباس نازل کرنے کا جو اصل مقصد بتایا ہے وہ ننگ ڈھانپنا ہے موسم کی سختی سے بچانا ہے اور زیب وزینت عطا کرنا ہے اس سے پردے کی اہمیت بھی پتا چلتی ہے کہ دراصل لباس ہماری زینت کے لیے ہے اور بے لباسی یا ننگ پن کسی انسان کو خوبصورت نہیں بناتا۔

پھر مزید فرمایا:

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ وَّکُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا وَلَا تُسۡرِفُوۡا ۚ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ

(الاعراف: 32)

اے ابنائے آدم! ہر مسجد میں اپنی زینت (یعنی لباسِ تقویٰ) ساتھ لے جایا کرو۔ اور کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس سے صاف صاف پتا چل رہا ہے کہ خدا نے لباس تقویٰ کو مساجد میں ساتھ لے جانے کا حکم دیا ہے لیکن اسراف سے منع فرمایا ہے۔ تو صاف ستھرے اچھی حلال آمدن سے خریدے ہوئے ملبوسات زیب تن کریں لیکن فضول خرچی سے بچیں۔ اسراف تو ویسے ہی خدا تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔

وَلَا تُبَذِّرۡ تَبۡذِیۡرًا (بنی اسرائیل: 27)

مگر فضول خرچی نہ کر۔

اِنَّ الۡمُبَذِّرِیۡنَ کَانُوۡۤا اِخۡوَانَ الشَّیٰطِیۡنِ ؕ وَکَانَ الشَّیۡطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوۡرًا

(بنی اسرائیل: 28)

یقیناً فضول خرچ لوگ شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے ربّ کا بہت ناشکرا ہے۔

اتنے واضح حکم کے بعد ہمارے پاس بے جا خرچہ کرنے کی کوئی وجہ باقی نہیں بچتی۔ اکثر خواتین اس بات پر بہت فخر محسوس کرتی ہیں کہ ہم ایک بار کا پہنا ہوا لباس دوبارہ زیب تن نہیں کرتیں۔ یا ہر تقریب کے لیے نیا لباس آڈر کیا جاتا ہے۔ تو یہ سب فضول خرچی کے زمرے میں آتا ہے۔ گھر میں بے تحاشا قابل استعمال حالت میں ملبوسات پڑے ہوں لیکن صرف نمود ونمائش کی خاطر مہنگے مہنگے لباس آرڈر کیے جائیں۔ صرف لوگوں سے یہ سننے کی غرض سے کہ ان کی فیشن سینس بہت اعلیٰ ہے یا ان کا ٹیسٹ بہت عمدہ ہے۔

حدیث پاک میں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں شہرت و ناموری کے لئے کپڑے پہنے گا اللہ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب من لبس شهرة من الثياب)

حضرت مسیح موعودؑ لباس تقویٰ کے بارے میں بتاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’لباس التقویٰ قرآن شریف کا لفظ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتیٰ الوسع رعایت رکھے یعنی اُن کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تابمقدور کاربند ہو جائے‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 210)

اب ایک طرف تو یہ انتہا ہے کہ اس قدر افراط سے کام لیا جاتا ہے اور دوسری طرف تفریط ہے کہ استطاعت رکھتے ہوئے بھی جائز جگہوں پر خرچ نہ کیا جائے۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کو پسند نہیں ہے کہ جو نعمتیں اس نے عطا کی ہیں ان کو اپنی کنجوسی کی وجہ سے استعمال کیا جائے عید تہوار پر بھی اپنی حالت کو نہ سنوارا جائے۔ بعض مرد یا خواتین بے حد کنجوسی سے کام لیتے ہیں اور معمولی سا روپیہ بھی خرچ کرنا نہیں چاہتے۔ اللہ تعالیٰ تو جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ اسی لیے صفائی کو نصف ایمان کہا گیا ہے کہ اپنے آپ کو صاف ستھرا صاف رکھا جائے۔ صاف ستھرے کپڑوں میں ملبوس رہا جائے اور یہ تکبر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم کے عین مطابق ہے۔ اسی ضمن میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تکبر سے اپنے کپڑے کو لٹکائے گا۔ قیامت کے دن خداوند تعالیٰ اُس پر رحمت کی نظر سے نہ دیکھے گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: میرے کپڑے کا ایک کونہ خود بخود لٹک جاتا ہے، ہاں اگر میں اس کی نگہداشت رکھوں تو وہ نہ لٹکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تم تکبر نہیں کرتے۔

(صحیح بخاری رقم: 3522)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآنی ارشاد لِبَاسُ التَّقۡوٰی کے حوالہ سے نصائح کرتے ہوئے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا۔

اس (آیت الاعراف: 27) میں خدا تعالیٰ نے اس بات کی طرف رہنمائی فرمائی ہے کہ انسان کو تقویٰ کو ہر چیز پر مقدم رکھنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ نے یہاں لباس کی مثال دی ہے کہ لباس کی دو خصوصیات ہیں۔ پہلی یہ کہ لباس تمہاری کمزوریوں کو ڈھانکتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ زینت کے طور پر ہے۔ کمزوریوں کے ڈھانکنے میں جسمانی نقائص اور کمزوریاں بھی ہیں۔ بعض لوگوں کے ایسے لباس ہوتے ہیں جس سے اُن کے بعض نقص چھپ جاتے ہیں۔ موسموں کی شدّت کی وجہ سے جو انسان پر اثرات مرتب ہوتے ہیں اُن سے بچاؤ بھی ہے اور پھر خوبصورت لباس اور اچھا لباس انسان کی شخصیت بھی اُجاگر کرتا ہے۔ لیکن آج کل ان ملکوں میں خاص طور پر اس ملک میں بھی عموماً تو سارے یورپ میں ہی لباس کے فیشن کو اُن لوگوں نے اتنا بیہودہ اور لغو کر دیا ہے خاص طور پر عورتوں کے لباس کو کہ اس کے ذریعہ اپنا ننگ لوگوں پر ظاہر کرنا زینت سمجھا جاتا ہے اور گرمیوں میں تو یہ لباس بالکل ہی ننگا ہو جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لباس کے یہ دو مقاصد ہیں اُن کو پورا کرو اور پھر تقویٰ کے لباس کو بہترین قرار دے کر توجہ دلائی، اس طرف توجہ پھیری کہ ظاہری لباس تو ان دو مقاصد کے لئے ہیں۔ لیکن تقویٰ سے دُور چلے جانے کی وجہ سے یہ مقصد بھی تم پورے نہیں کرتے اس لئے دُنیاوی لباسوں کو اس لباس سے مشروط ہونا چاہئے جو خدا تعالیٰ کو پسند ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 اکتوبر 2008ء بمقام مسجد مبارک پیرس، فرانس)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں کہ

رنگِ تقویٰ سے کوئی رنگت نہیں ہے خوب تر
ہے یہی ایماں کا زیور ہے یہی دیں کا سنگار

پھر ایک شکوہ جو اکثر شوہروں کی طرف سے وصول ہوتا ہے کہ بیگمات مساجد یا باہر تقریبات میں جاتے ہوئے تو خوب اہتمام کر کے تیار ہو کر جاتی ہیں لیکن گھر آتے ساتھ ہی وہ اچھے کپڑے اور زیور وغیرہ فوراً اتار کر سنبھال دیتی ہیں اور وہی پرانے کپڑے پہن لیتی ہیں گویا سب، ہار سنگھار باہر والوں کے لیے تھا اور اصل میں جس کا حق تھا کہ وہ اسے ان اچھے ملبوسات اور زیورات میں ملبوس سجا سنورا دیکھتا وہ اس سے محروم ہی رہا۔ یہ طریقہ کار بھی غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو اپنے شوہر کے لیے بناؤ سنگھار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے عورتوں کو اس بات کا بھی خاص خیال رکھنا چاہیے کہ اپنی جسمانی صفائی کا خاص خیال رکھیں باقاعدگی سے غسل لیا جائے اور شوہر کے گھر واپس آنے سے پہلے چاہے معمولی سا ہی سہی لیکن کچھ نہ کچھ اہتمام ضرور کیا جائے۔ یہ نہ ہو کہ جب شوہر گھر واپس آئے تو ایک میلی کچیلی اجڑی صورت، پسینے اور مصالحوں کی بو سے اٹی الجھے، بکھرے بالوں والی عورت اس کے سامنے سارے دن کی مصروفیات اور گلے شکوے لیے تیار بیٹھی ہو۔ ایسی خواتین سے شوہر تو شوہر ان کے باقی گھر والے بھی بیزار ہی دکھائی دیتے ہیں۔ تو اپنے پیارے پیارے کپڑے جو ہم پارسل میں منگواتے ہیں اور پھر ان کو باہر پہننے والے کپڑوں کا نام دیتے ہیں ان کو اپنے گھروں میں پہنیں اور اپنی خاندوں کی خوشنودی کا باعث بنیں اور اپنی بساط کے مطابق صفائی ستھرائی، حلیے کی درستگی رکھیے اور خود کو شوہر کے لیے پرکشش اور دلکش بنا کر رکھیے۔

اور اب کے کچھ ترتیب بدل کر دیکھیں اس بار جلسے اجتماعات کے لیے پارسل منگوانے کی بجائے وہاں سے پارسل لے کر آئیں۔ ہر تقریر سے کوئی ایک ایسی نیکی کی بات نوٹ کریں جس کے بارے میں عہد کریں کہ اگلے اجتماع تک اس نیکی کو اپنانا ہے اور ایک کوئی ایسی برائی جو ہمارے اندر موجود ہو لیکن ہم چاہ کر بھی اسے اپنے اندر سے نکال نہ پا رہے ہوں اسے ختم کرنے کا عہد کریں۔ کسی کو اچھی حالت میں دیکھیں تو اس کے لیے خوش ہوں نہ کہ حسد کریں کسی کے حالات خراب دیکھیں تو اس کے لیے دعا کریں اور جہاں تک ممکن ہو مدد کرنے کی بھی کوشش کریں۔ اپنے اندر مزید حوصلہ اور برداشت پیدا کرنی ہے۔ اپنے آپ سے یہ وعدہ کریں کہ اگر کسی کا رویہ اپنے ساتھ خراب دیکھیں تو اس کے لیے دعا کریں گے۔ وہاں سے لباس تقویٰ کے تھان اپنے ساتھ لائیں اور ہر دن ان کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائیں گے۔ اپنی خواہشات کو محدود رکھیں گے اپنی روحانی ضروریات کو بڑھائیں یقین مانیے آپ کی خوبصورتی کو چار چاند لگ جائیں گے۔ قناعت کی چادر، صبر و شکر کا جوڑا، میانہ روی کے بیگز یہ سب چیزیں اپنے پارسل میں لے کر آئیں۔ اور ہر روز اس پارسل سے ان چیزوں کو نکال کر اپنے گھروں کو اپنے وجود پر سجائیں۔ حقیقی خدا اور مجازی خدا دونوں کو راضی رکھیے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ دنیا داری کو چھوڑ کر روحانیت میں ترقی کریں۔ آمین ثم آمین

(صدف علیم صدیقی۔ ریجائنا کینیڈا)

کاشف نسیم

عقیقہ اور اس کے مسائل

بچے کی پیدائش پر ساتویں روز سر کے بال اتروانا اور ان بالوں کے برابر چاندی یا سونا صدقہ کرنا، نام رکھنا اور عقیقہ کرنا مسنون ہے۔ احادیث میں بھی اس کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

عقیقہ سے مراد جانور کا ذبح کرنا ہے۔ لڑکے کی صورت میں دو بکرے یا دنبے اور لڑکی کی صورت میں ایک بکرا یا دنبہ وغیرہ ذبح کرنے چاہئیں۔ جانور اچھی عمر کا موٹا تازہ ہو گو اس کے لئے وہ شرائط ضروری نہیں جو قربانی کے جانور کے لیے ضروری ہوتی ہیں، بہرحال جانور صحت مند ہونا چاہئے۔

عقیقہ کا گوشت انسان خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے دوست و احباب رشتے داروں کو بھی دے سکتا ہے۔ پکا کر دعوت بھی کرسکتا ہے اور غریبوں کو بھی دینا چاہیے۔ اگر بامر مجبوری دو جانوروں کی استطاعت نہ ہو تو ایک جانور پر بھی اکتفا کرسکتا ہے۔

یہ تو تھی مختصر تمہید و تعارف اس کے بعد عقیقہ کے بارے جو احادیث بیان ہوئی ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں۔

عقیقہ کے متعلق احادیث

(1) رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا۔

’’بچہ / بچی کیلئے عقیقہ ہے اس کی جانب سے تم خون بہاؤ اور اس سے گندگی (سر کے بال) کو دور کرو۔‘‘

(بخاری)

(2) رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا۔

’’ہر بچہ / بچی اپنا عقیقہ ہونے تک گروی ہے۔ اس کی جانب سے ساتویں دن جانور ذبح کیا جائے، اس دن اس کا نام رکھا جائے اور سر منڈوایا جائے۔‘‘

(ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، مسند احمد)

نبی اکرم کے اس فرمان کی شرح علماء نے بیان کی ہے کہ کل قیامت کے دن بچہ / بچی کو باپ کیلئے شفاعت کرنے سے روک دیا جائے گا اگر باپ نے استطاعت کے باوجود بچہ / بچی کا عقیقہ نہیں کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حتی الامکان بچہ / بچی کا عقیقہ کرنا چاہئے۔

(3) رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا۔

’’لڑکے کی جانب سے 2 بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری ہے۔‘‘

(ترمذی، مسند احمد)

(4) رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا۔

لڑکے کی جانب سے 2 بکرے اور لڑکی کی جانب سے ایک بکرا ہے۔ عقیقہ کے جانور مذکر ہوں یا مؤنث، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا (یعنی بکرا یا بکری جو چاہیں ذبح کر دیں)۔‘‘

(ترمذی، مسند احمد)

رسول اللہؐ نے اپنے نواسوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کا عقیقہ ساتویں دن کیا، اسی دن ان کا نام رکھا اور حکم دیا کہ ان کے سروں کے بال مونڈھ دیئے جائیں۔

(ابوداؤد)

کیا ساتویں دن عقیقہ کرنا شرط ہے؟

عقیقہ کرنے کیلئے ساتویں دن کا اختیار کرنا مستحب ہے۔ لیکن اگر ساتویں دن ممکن نہ ہو تو ساتویں دن کی رعایت کرتے ہوئے چودھویں یا اکیسویں دن کرنا چاہئے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان احادیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ اگر کوئی شخص ساتویں دن کے بجائے چوتھے یا آٹھویں یا دسویں دن یا اس کے بعد کبھی بھی عقیقہ کرے تو یقیناً عقیقہ کی سنت ادا ہوجائیگی، اس کے فوائد ان شاء اللہ حاصل ہوجائیں گے، اگرچہ عقیقہ کا مستحب وقت چھوٹ گیا۔

کیا بچہ / بچی کے عقیقہ میں کوئی فرق ہے؟

بچہ / بچی دونوں کا عقیقہ کرنا سنت ہے، البتہ احادیث کی روشنی میں صرف ایک فرق ہے وہ یہ ہے کہ بچہ کے عقیقہ کیلئے 2 اور بچی کے عقیقہ کیلئے ایک بکرا / بکری ضروری ہے لیکن اگر کسی شخص کے پاس بچہ کے عقیقہ کے لئے 2 بکرے ذبح کرنے کی استطاعت نہیں تو وہ ایک بکرے سے بھی عقیقہ کرسکتا ہے، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت ابو داؤد میں موجود ہے۔

ایک صاحب کا حضرت اقدس کی خدمت میں سوال پیش ہوا کہ اگر کسی کے گھر میں لڑکا پیدا ہو تو کیا یہ جائز ہے کہ وہ عقیقہ پر صرف ایک بکرا ہی ذبح کرے؟

فرمایا: عقیقہ میں لڑکے کے واسطے دو بکرے ہی ضروری ہیں۔ لیکن یہ اس کے واسطے ہے جو صاحبِ مقدرت ہے۔ اگر کوئی شخص دو بکروں کے خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا اور ایک خرید سکتا ہے تو اس کے واسطے جائز ہے کہ ایک ہی ذبح کرے اور اگر ایسا ہی غریب ہو کہ وہ ایک بھی قربانی نہیں کرسکتا تو اس پر فرض نہیں کہ خواہ مخواہ قربانی کرے۔ مسکین کو معاف ہے۔

(بدر 26 دسمبر 1907ء صفحہ 2)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ تحریر کرتے ہیں کہ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مَیں قادیان میں تقریباً ایک ماہ تک ٹھہرا رہا۔ مولوی عبد اللہ صاحب سنوری بھی وہاں تھے۔ مولوی صاحب نے میرے لئے جانے کی اجازت چاہی اور میں نے اُن کے لئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ابھی نہ جائیں۔ اس عرصہ میں مولوی صاحب کو ان کے گھر سے لڑکے کی ولادت کا خط آیا۔ جس پر مولوی صاحب نے عقیقہ کی غرض سے جانے کی اجازت چاہی۔ حضور نے فرمایا: اس غرض کے لئے جانا لازمی نہیں۔ آپ ساتویں دن ہمیں یاد دلا دیں اور گھر خط لکھ دیں کہ ساتویں دن اس کے بال منڈوا دیں۔ چنانچہ ساتویں روز حضور نے دو بکرے منگوا کر ذبح کرا دیئے اور فرمایا: گھر خط لکھ دو۔

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 38)

دیگر مسائل

جس شخص کا عقیقہ بچپن میں نہیں کیا گیا، بڑی عمر میں اپنا عقیقہ کرسکتا ہے کیونکہ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہؐ نے نبوت ملنے کے بعد اپنا عقیقہ کیا (اخرجہ ابن حزم فی ’’الحلّی‘‘، والطحاوی فی ’’المشکل‘‘)۔

نیز احادیث میں کسی بھی جگہ عقیقہ کرنے کے آخری وقت کا ذکر نہیں کیا گیا۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ بڑی بچی کے سر کے بال منڈوانا جائز نہیں۔ ایسی صورت میں بال نہ کٹوائیں کیونکہ بال کٹوائے بغیر بھی عقیقہ کی سنت ادا ہوجائے گی۔

فرید احمد نوید۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

قرآنی انبیاء

حضرت زکریاؑ

قسط 19

حضرت زکریا اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت زکریا علیہ السلام کا واقعہ بڑے پیار سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک حضرت زکریا علیہ السلام ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ’’یہ تیرے ربّ کی اُس کے بندے زکریا پر (ہونے والی) رحمت کا ذکر ہے‘‘ (مریم:3) یعنی جو واقعہ اللہ تعالیٰ یہاں بیان کرنے لگا ہے یہ ایسا اہم ہے کہ ہر شخص کو یہ واقعہ یاد رکھنا چاہئے اور خدا تعالیٰ کی طاقتوں اور اس کی قدرتوں پر ایمان لانا چاہئے۔

اس رحمت میں سے یہ بھی ہے کہ اس اللہ کے بندے کا ذکر مستور ہی رہ جاتا اگر صرف بائبل کے بیان پر مدار رہتا۔ کیونکہ بائبل میں دو اشخاص کے نام زکریا کے لفظ سے آئے ہیں ایک وہ زکریا ہیں جن کی کتاب بائبل میں شامل ہے وہ زکریا 487 سال قبل مسیح گزرے ہیں اور یہ زکریا جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے وہ ہیں جو حضرت مسیح کے قریب زمانہ میں آپ کی والدہ کے کفیل تھے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زکریا بھی نبی تھے لیکن اناجیل میں ان کا ذکر بطور کاہن کیا گیا ہے بطور نبی کے نہیں۔ ممکن ہے کہ ایسے نبی جو کسی دوسرے نبی کے کام کی تکمیل کیلئے آتے ہوں ان کے لئے بائبل میں کاہن کا لفظ استعمال ہوتا ہو۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 117-118)

بہر حال اللہ تعالیٰ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے علم غیب سے یہ خبر دیتا ہے (آل عمران:45) یعنی اس طرح واضح اور سیدھا بیان کہیں اور نہیں ملتا اور وہ یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت پر بڑی بحثیں اور جھگڑے ہوئے تھے پھر لوگوں نے قرعہ ڈال کر اس بارے میں فیصلہ کیا تھا کہ اس قوم میں سے کون مریم کی کفالت کے لئے مناسب ہوسکتا ہے۔ اس طرح حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت حضرت زکریا علیہ السلام کے ذمے لگی تھی۔ (آل عمران:45) انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام کی تربیت بہت توجہ سے فرمائی پس جب کبھی بھی حضرت زکریا علیہ السلام ان کے پاس محراب میں داخل ہوتے اور حضرت مریم علیہا السلام کے پاس کوئی رزق پاتے تو ان سے دریافت فرماتے کہ اے مریم! تمہارے پاس یہ کہاں سے آتا ہے؟ تو وہ جواب دیتیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہی ملتا ہے۔ اور یہ بھی کہتیں کہ یہ بات یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا فرماتا ہے۔ (آل عمران:38)

اس بات سے حضرت زکریا کی توجہ اس طرف پھری کہ بالکل سب کچھ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عطا فرماتا ہے تو مجھے بھی جس ایک نعمت کی خواہش ہے وہ اپنے رب سے مانگتے ہوئے دعائیں کرنی چاہئیں اور اسی طرح انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ اس قدر چھوٹی عمر میں کسی بچی کا نیکی میں یوں ترقی کرنا کہ جو بھی رزق ملے اسے صرف خدا کی طرف ہی منسوب کیا جائے بڑی خوشکن حیرت کی بات تھی۔ جبکہ اس وقت کی باقی قوم کی حالت نیکی میں بہت اچھی نظر نہ آتی تھی۔

چنانچہ یہ الفاظ کہ: ’’اور میں یقیناً اپنے بعد اپنے شرکاء سے ڈرتا ہوں‘‘۔ (مریم:6) حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنی دعا میں اپنی ضرورت حقہ کا اظہار کیا وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی تھے اور انہیں اپنے بعد تعلیم کے مفقود ہونے کا ڈر تھا۔ حضرت زکریا علیہ السلام پروہت فیملی میں سے تھے اور ان کے رشتہ دار بھی پروہت تھے جو بیت المقدس اور دوسری عبادت گاہوں کے ساتھ تعلق رکھتے تھے حضرت زکریا علیہ السلام ان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ الٰہی! ان میں ایسی دنیاداری آچکی ہے کہ ان کا کوئی قدم یہودیت اور مذہب کو بچانے کیلئے نہیں اٹھتا۔ اور عملی لحاظ سے وہ دین سے کوسوں دور ہیں۔ اس لئے کہا کہ خدایا! میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں سے بھی ڈرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ ان کے اندر دین کی خدمت کا کوئی احساس نہیں۔

اس لئے حضرت زکریا علیہ السلام نے ایک چھوٹی بچی میں ایسی روحانی خوبصورتی کو دیکھ کر اپنے لئے بھی ایک نیک اور صالح بیٹے کی دعا ان الفاظ میں کی کہ ’’اے میرے ربّ! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر۔ یقیناً تُو بہت دعائیں سننے والا ہے‘‘۔ (آل عمران:39) دوسری جگہ یہ دعا ان الفاظ میں ملتی ہے: ’’مجھے خود اپنی جناب سے ایک وارث عطا کر۔ جو میرا وارث بھی ہو اور آلِ یعقوب کا ورثہ بھی پائے اور اے میرے ربّ! اسے بہت پسندیدہ بنا‘‘۔ (مریم:6-7) ایک اور مقام پر دعا کے الفاظ ہیں: ’’اے میرے ربّ! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تُو سب وارثوں سے بہتر ہے‘‘

(الانبیاء:90)

حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ بھی عرض کی کہ تیرے حضور دعا کرنے کی وجہ سے مجھے کبھی ناکامی نہیں ہوئی اور یہ بھی کہ اے میرے رب! چونکہ تونے مجھے اپنے مخصوص کرلیا ہے اس لئے تیرے مخصوص کر لینے کی وجہ سے اور تیرے انعامات کی وجہ سے میں نے یہ برکت پائی ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مشکلات میں مجھے ناکامی ہوئی ہو بلکہ ہمیشہ مجھے کامیابی ہوئی ہے اور میں نے اپنے مقصد کو حاصل کیا ہے۔ جیسا کہ یہ الفاظ اس پر دلیل ہیں: ’’اور اے میرے رب! میں تیری دعا کے ساتھ کبھی شقی نہیں ہوا‘‘۔ (مریم:5)

حضرت زکریا علیہ السلام نے ان دعاوں پر مداومت اختیار کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاوں کو قبولیت سے نوازتے ہوئے فرشتوں سے کہا کہ میرے اس بندے کو اس کی دعاوں کی قبولیت کی خوشخبری سنادو تو اس پر فرشتوں نے اسے آواز دی جبکہ ابھی تک وہ محراب میں کھڑے ہو کر عبادت کر رہے تھے اور دعائیں مانگ رہے تھے تو فرشتوں نے کہا کہ اے زکریا! اللہ تعالیٰ تجھے ایک بیٹے کی خوشخبری دیتا ہے جسے یحییٰ (زندہ رہنے والا) کا نام دینا (آل عمران:40) کیونکہ بعض اوقات نیکی کرنے والے اپنے رب کے فضل سے زندہ بھی رکھے جاتے ہیں اور یہ بیٹا اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم کلمہ کی تصدیق کرنے والا ہوگا اور وہ سردار ہوگا اور اپنے نفس کی پوری حفاظت کرنے والا ہوگا، اور صالحین میں سے ہوگا اور ایک نبی ہوگا (آل عمران:40)۔ اس بچے کی ان تمام نیکیوں کی وجہ سے اس کا نام زندہ رہے گا۔ آج دیکھئے ہم اس خدا کے بندے کا ذکر کر رہے ہیں یہ خدا کے سچے کلام کا ایک زندہ نشان ہے۔

لیکن حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر اس وقت بہت زیادہ ہوچکی تھی اور اسی طرح ان کی بیوی بھی ادھیڑ عمر تھیں چنانچہ انہوں نے عرض کی کہ اے میرے ربّ! میرے کیسے بیٹا ہوگا جبکہ مجھے بڑھاپے نے آلیا ہے اور میری بیوی بانجھ ہے یعنی ظاہری طور پر تو اس طرح کا واقعہ ہونا بہت مشکل لگتا ہے لیکن خدا تعالیٰ نے تسلی دی کہ آپ فکرمند نہ ہوں اور خدا تعالیٰ کی قدرت پر یقین رکھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کیا کرتا ہے۔ (آل عمران:41)۔ اور یہ بھی فرمایا کہ خدا کے انعام ایسے ہی ہوا کرتے ہیں اور یہ کہ تیرے ربّ نے کہا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے اور یقیناً میں تجھے بھی تو پہلے پیدا کرچکا ہوں جبکہ تُو کچھ چیز نہ تھا‘‘ (مریم:5)

اس پر حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ایسی عظیم خوشخبری کے وقوع پذیر ہونے کے لئے کوئی نشان مانگا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیرا نشان یہ ہے کہ تم دیگر لوگوں سے بات چیت میں کمی کریں اور ذکر الٰہی میں زیادہ وقت صرف کیا کریں فرمایا: تین دن تک آپ لوگوں سے صرف اشاروں میں باتیں کریں اور اپنے ربّ کو بہت کثرت سے یاد کریں اور شام اور صبح کو تسبیحات میں مصروف رہا کریں۔ (آل عمران:42)۔ تو لوگوں سے مسلسل تین راتوں تک کلام نہ کرے۔ پس وہ اپنی قوم پر محراب سے ظاہر ہوا اور انہیں اشارہ کیا کہ صبح و شام تسبیح کرو۔ (مریم:10)

قرآن کریم نے اسی الزام کو دور کرنے کے لئے جو انجیل نے حضرت زکریا پر لگایا ہے کہ وہ گونگے ہو گئے تھے فرمایا اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا تیرا نشان یہ ہے کہ تو تین دن رات کلام نہیں کرے گا مگر ہوگا بے عیب اور تندرست جیسا کہ لفظ ’’سَوِیًّا‘‘ سے ظاہر ہے کہ اے زکریا! کوئی بیماری تجھے نہیں ہوگی۔ قرآنی بات کتنی سچی نظر آتی ہے کہ خدا نے جب حضرت زکریا کی دعا قبول کی۔ تو انہوں نے کہا خدایا! اب مجھے بھی شکریہ کا موقع دیجئے۔ خدا نے کہا تین دن مسجد میں اعتکاف بیٹھو اور ذکر الٰہی میں مشغول رہو یہ تمہاری طرف سے ہمارے شکریہ کا ایک نشان ہوگا۔

حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ آپ کی وفات طبعی طور پر ہوئی تھی اور بعض روایات میں آپ کے قتل کئے جانے کا ذکر بھی ملتا ہے حضرت زکریا کا مزار سیریا کے شہر حلب کی بڑی مسجد ’’جامع کبیر‘‘ میں واقع ہے۔

(اطلس القرآن از شوقی ابو خلیل صفحہ 106-107)

حضرت زکریا علیہ السلام کے واقعہ کے اختتام پر یہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر کبیر سے تین دن ذکر الٰہی کرنے کی

بقیہ صفحہ 11 پر

مریم رحمٰن

حیاتِ نورالدینؓ

آپؓ کی مالی قربانی

میں آپؑ کی راہ میں قربان ہوں، جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے

قسط 6

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اِسی فکر میں رہتے ہیں روز وشب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اسے دے چکے مال وجاں بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مبارک وجود احمدیت کی عظیم الشان عمارت میں پہلی اینٹ بلکہ مضبوط ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحِ موعودؑ کو اپنے وعدہ یَنۡصُرُكَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ کہ تیری مدد وہ لوگ کرینگے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے کے موافق ایسے ایسے پاک وجود عطا فرمائے جنہوں نے اپنے جان و مال کے ذریعہ سے اس خدائی سلسلہ کی ایسی خدمات کیں جو آنحضرت ﷺ کے صحابہ کی قربانیوں کی یاد دلاتی ہیں۔حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانیاں عالمِ اسلام کی تاریخ میں سب سے نمایاں اور جلی حروف میں لکھی ہوئی ہیں اسی طرح حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کی قربانیوں کو بھی حضرت مسیحِ موعودؑ نے بڑی محبت اور شاندار الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔آپؓ کی مالی قربانیاں اس قدر بڑھی ہوئیں تھیں کہ احمدیت کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی اور تاقیامت آپ کی مالی قربانیوں کی مثالیں صحابہ رسول ﷺ کی اعلیٰ مالی قربانیوں کی طرح یاد رکھی جائیں گی۔ ان شاءاللہ تعالیٰ

حضرت مسیحِ موعودؑ آپ کی مالی قربانیوں کاذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

سب سے پہلے میں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام ان کے نورِ اخلاص کی طرح نوردین ہے۔میں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مالِ حلال کے خرچ سے اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے وہ کر رہے ہیں۔ ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہوسکتیں۔ ان کے دل میں جو تائیدِ دین کے لئے جوش بھرا ہے اس کے تصور سے قدرتِ الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ وہ اپنے تمام مال اور اپنے تمام زور اور تمام اسبابِ مقدرت کے ساتھ جو ان کو میسر ہیں ہر وقت اللہ اور رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں۔ اور میں تجربہ سے نہ صرف حسنِ ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ

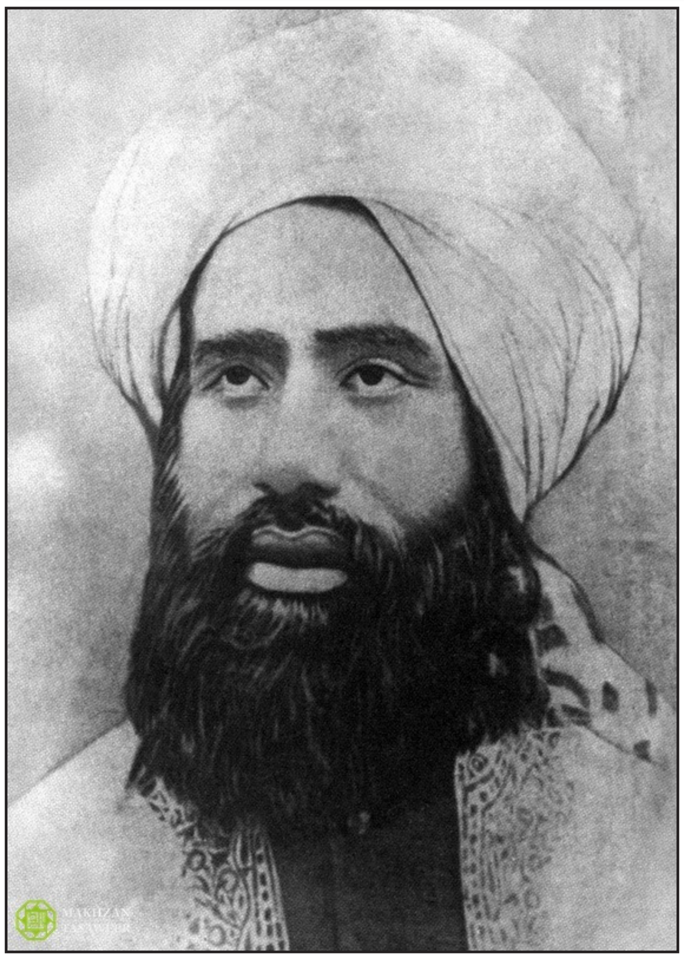

نہیں۔ اور اگر میں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 35)

اپنی معرکۃالآرا کتاب آئینہ کمالات اسلام کے عربی حصہ میں حضرت مسیحِ موعودؑ آپ کے قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

میں نے دین کی راہوں میں اس کو سابقین میں سے پایا اور مجھے کسی شخص کے مال نے اس قدر نفع نہیں پہنچایا جس قدر کہ اس کے مال نے جو کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دیا اور کئی سال سے دیتا ہے۔ وہ علم وفضل اور نیکی وسخاوت میں اپنے ہم چشموں پر فوقیت لے گیا ہے اور باوجود اس کے اس کا علم کوہ رضویٰ سے زیادہ مضبوط ہے اس نے اپنا تمام چیدہ مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا ہے اور اپنی تمام خوشی خدا تعالیٰ کے کلام میں رکھی ہے۔ میں نے دیکھا کہ سخاوت اس کی عبادت ہے اور علم اس کی غذا ہے اور حلم اس کی سیرت ہے اور توکل اس کی قوت۔ اور میں نے اس کی مانند جہان میں کوئی عالم نہیں دیکھا۔۔ اور نہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اس کی مانند کوئی خرچ کرنے والا دیکھا۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 582-583

ترجمہ از عربی عبارت مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین صفحہ 36)

ایک اور جگہ پر آپؑ فرماتے ہیں

حبی فی اللہ مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی۔مولوی صاحب ممدوح کا حال کسی قدر رسالہ فتح اسلام میں لکھ آیا ہوں۔لیکن ان کی تازہ ہمدردیوں نے پھر مجھے اس وقت ذکر کرنے کا موقع دیا۔ ان کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر بیان کرسکوں۔ میں نے ان کو طبعی طور پر اور نہایت انشراحِ صدر سے دینی خدمتوں میں جانثار پایا۔ اگرچہ ان کی روزمرہ زندگی اسی راہ میں وقف ہے کہ وہ ہر یک پہلو سے اسلام اور مسلمانوں کے سچے خادم ہیں مگر اس سلسلہ کے ناصرین میں سے وہ اول درجہ کے نکلے۔مولوی صاحب موصوف اگرچہ اپنی فیاضی کی وجہ سے اس مصرعہ کے مصداق ہیں کہ

قرار در کفِ آزادگاں نگیر دمال

لیکن پھر بھی انہوں نے بارہ سو روپیہ نقد متفرق حاجتوں کے وقت اس سلسلہ کی تائید میں دیا۔ اور اب بیس روپے ماہواری دینا اپنے نفس پر واجب کر دیا اور ان کے سوا اور بھی ان کی مالی خدمات ہیں جو طرح طرح کے رنگوں میں ان کا سلسلہ جاری ہے۔ میں یقینا دیکھتا ہوں کہ جب تک وہ نسبت پیدا نہ ہو جو محب کو اپنے محبوب سے ہوتی ہے تب تک ایسا انشراح صدر کسی میں پیدا نہیں ہوسکتا۔ ان کو خدائے تعالیٰ نے اپنے قوی ہاتھ سے اپنی طرف کھینچ لیا ہے اور طاقت بالا نے خارق عادت اثر ان پر کیا ہے۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 520)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ اپنی کتاب برکات الدعا میں آپ کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے اور آپ کو پُرجوش مردان دین میں شامل کرتے ہوئے فرماتے ہیں

ایسی تالیفات کے لئے جو لاکھوں آدمیوں میں پھیلائی جانی ہیں بہت سے سرمایہ کی حاجت ہے اور اب صورت یہ ہے کہ اول تو ان بڑے مقاصد کے لئے کچھ بھی سرمایہ کا بندوبست نہیں اور اگر بعض پُرجوش مردان دین کی ہمت اور اعانت سے کوئی کتاب تالیف ہو کر شائع ہو تو بباعث کم توجہی اور غفلت زمانہ کے وہ کتاب بجز چند نسخوں کے زیادہ فروخت نہیں ہوتے اور اکثر نسخے اس کے سالہا سال صندوقوں میں بند رہتے ہیں یا للہ مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔

پُرجوش مردان دین سے مراد اس جگہ اخویم حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی ہیں جنہوں نے گویا اپنا تمام مال اسی راہ میں لٹا دیا ہے۔

(برکات الدعا، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 34-35 و از حاشیہ)

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کے حوالہ سے ان مبارک حوالہ جات کو پیش کر کے میں آپؓ کے اپنے الفاظ درج کرتی ہوں جن میں آپ کی اپنے پیارے آقا سے محبت اور اپنا تن من دھن اس راہ میں وارنے پر روشنی پڑتی ہے۔آپؓ فرماتے ہیں

مولانا، مرشدنا، امامنا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عالی جناب !میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا وہ مطالب حاصل کروں۔ اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفادے دوں اور دن رات خدمتِ عالی میں پڑا رہوں۔ یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دینِ حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں

جان دے دوں۔ میں آپ کی راہ میں قربان ہوں، میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار براہین کے توقف طبع سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمائیے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجالاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کر دوں۔حضرت پیر و مرشد نابکار شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے۔میرا منشاء ہے کہ براہین کے طبع کا تمام خرچ میرے پر ڈال دیا جائے۔ پھر جو کچھ قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضروریات میں خرچ ہو۔ مجھے آپ سے نسبتِ فاروقی ہے۔ اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 36-37)

مختلف خدماتِ دینیہ میں آپ کی مالی معاونت کا تذکرہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب، مکتوبات اور اشتہارات میں فرمایا ہے۔ان میں سے بعض پیش ہیں۔

سرمہ چشم آریہ اور سراج منیر کی اشاعت میں حصہ

جب براہین احمدیہ کے پہلے چار حصوں کی حضرت مسیح موعودؑ نے تصنیف فرمائی اور انہیں شائع فرمایا تو اس وقت تک حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ حضرت اقدسؑ سے شناسا نہ ہوئے تھے۔ لہٰذا ان مبارک ایام میں آپ کوئی مالی خدمت نہ کر پائے لیکن جیسے ہی 1885ء کے قریب آپ کا تعارف حضرت اقدس سے ہوا آپ نے اپنا سارا مال اپنے آقا ومطاع کے قدموں میں رکھ دیا اور پھر حضور کی معرکۃ الآرا تصنیف براہین احمدیہ اور بعد کی تصنیفات کی تالیف واشاعت میں مثالی مالی قربانیاں پیش کیں۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مکتوبات 20 ستمبر اور 4 نومبر 1886ء سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ آپ نے سرمہ چشم آریہ رسالہ کی 100 جلدوں کا خرچ اور نیز رسالہ سراج منیر کے لئے بھی مالی قربانی کی۔

(مکتوبات احمد، جلد 2 مکتوب نمبر 7-8 صفحہ 17-18 جدید ایڈیشن)

ازالہ اوہام کی اشاعت میں اعانت

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ نے ازالہ اوہام کی اشاعت کے وقت بھی گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور نمایاں مالی قربانی پیش کی جس کا ذکر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ایک اشتہار بنام عالی ہمت دوستوں کی خدمت میں گزارش میں ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں

اس جگہ اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب معالج ریاست جموں کی نئی امداد جو انہوں نے کئی نوٹ اس وقت بھیجے قابل اظہار ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول، اشتہار نمبر 67، صفحہ:265، ایڈیشن 2019)

حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کے لئے چندہ

مولوی سید محمد احسن صاحب نے جب احمدیت قبول کی تو بھوپال محلہ چوبدشارہ میں انکی رہائش تھی۔ وہاں ان کی سخت مخالفت ہوئی اور نوکری سے بھی نکال دیا گیا۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس وقت اپنے اس مخلص دوست کے گزارہ کے لئے جو احمدیت کی وجہ سے پریشانی میں تھے اپنے مخلص احباب سے ایک اشتہار کے ذریعہ چندہ کی اپیل فرمائی۔

اس پر حضرت مولوی صاحب نے ملازمت سے علیحدگی کے باوجود لبیک کہا۔ اور اپنے ذمہ پانچ روپیہ کی رقم لے لی تا اپنے آقا کی ہر تحریک پر لبیک کہنے والوں کی صف اول میں آپ کا شمار ہو۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، اشتہار نمبر 90 صفحہ 356-357 ایڈیشن 2019ء)

مہمانان جلسہ کے لئے ایک مکان کی تعمیر

1891ء میں جلسہ سالانہ قادیان کا آغاز حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا۔حضرت اقدسؑ نے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ پر آنے کی غرض اور وقت کے حوالہ سے تعیین فرمادی ہے۔ نیز حضورؑ نے اس میں اشارتاً ذکر فرمایا ہے کہ کسی نے اپنے مولوی سے یہ فتویٰ پوچھا ہے کیا اس طرح جلسہ کے لئے دن مقرر کرنا اور اس کے شاملین کے لئے کسی کا مکان تعمیر کروانا کیسا ہے۔ اور حضورؑ فرماتے ہیں کہ یہ آخری بات اس لئے پوچھی گئی ہے کہ حضرت مولوی صاحب نے قادیان میں ایسے معزز شاملین جلسہ کی رہائش کے لئے ایک مکان تعمیر کروایا ہے۔ چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں

جبی فی اللہ اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب نے اس مجمع مسلمانوں کے لئے اپنے صرف سے جو غالباً سات سو روپیہ یا اس سے کچھ زیادہ ہوگا قادیان میں ایک مکان بنوایا۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 606)

عربی ام الالسنہ ثابت کرنے میں مالی معاونت

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے عربی زبان کے ام الالسنۃ ثابت کرنے کے لئے بھی ایک عظیم الشان تصنیف فرمائی ہے جس کا نام منن الرحمٰن ہے۔ اس میں حضورؑ نے دلائل کے ساتھ عربی کا تمام زبانوں سے قدیم اور باقی تمام زبانوں کا عربی سے نکلنا ثابت فرمایا ہے۔ اس گراں قدر تحقیق میں بھی حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب نے اپنے مال کے ذریعہ مثالی خدمتِ دین کی ہے۔ چنانچہ حضورؑ اپنی کتاب منن الرحمٰن میں فرماتے ہیں:

''جہاں تک ہمارا علم اور رویت ہمیں جتلاتا ہے وہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ کوشش اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب اور اخویم مولوی عبد الکریم صاحب کی ہیں۔ جو تمام تعلقات چھوڑ کر کئی مہینوں سے اس کام کے لئے میرے پاس موجود ہیں اور حضرت مولوی نوردین صاحب نے نہ صرف اتنی ہی مدد دی، بلکہ اس کام کے لئے عمدہ عمدہ کتابیں انگریزی اپنی قیمت سے خرید کر منگوا دیں اور اسی مطلب کے لئے قیمتی کتابوں کا ذخیرہ اکٹھا کیا۔ جَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْراً۔ وَلَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ آمین۔''

(منن الرحمٰن، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 144)

چولہ بابا نانک کھلوانے کے لئے مالی امداد

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب ست بچن میں اپنی عظیم الشان تحقیق پیش کی ہے اور سکھوں کے پیشوا حضرت بابا نانک کا دلائل کے ساتھ مسلمان ہونا ثابت فرمایا ہے۔ چولہ بابا نانک جس کی سکھوں کے نزدیک بڑی اہمیت ہے اس کا عکس بھی آپؑ نے اپنی کتاب میں شامل فرمایا ہے۔ اور اس پر کلمہ طیبہ کا درج ہونا بھی واضح فرمایا ہے۔اس مقصد کے لئے آپؑ نے 30 ستمبر 1895ء کو ڈیرہ بابا نانک کا اپنے 10 احباب کے ساتھ سفر فرمایا۔ اسے دیکھنے کی تفصیل بھی اس کتاب میں درج ہے۔ اس وقت بھی حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ نے اپنے آقا کی خدمت میں مالی قربانی کی۔ حضورؑ اپنی کتاب ست بچن میں اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

تب پھر شیخ صاحب نے فی الفور دو روپیہ اور اس کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ یہ دو روپیہ اخویم مولوی حکیم نوردین صاحب کی طرف سے تھے۔

(ست بچن، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 155)

اخبار البدر کی مالی معاونت

سلسلہ احمدیہ کا دوسرا مرکزی اخبار الحکم کے بعد البدر کی صورت میں 31 اکتوبر 1902ء کو نکلنا شروع ہوا۔ آپؓ نے اس اخبار کی بھی بہت زیادہ قلمی ومالی معانت کی۔ اور یہ سلسلہ آپ کا آخر دم تک جاری رہا۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 162)

بھیرہ کی جائیداد احمدیت کے لئے وقف کرنا

قادیان مستقل ہجرت کرنے سے قبل آپؓ کی بھیرہ میں انتہائی قیمتی جائیداد تھی۔ آپؓ نے وہاں ایک عظیم الشان مکان کی تعمیر بھی شروع کی ہوئی تھی۔ وہ ابھی مکمل نہ ہوا تھا کہ آپ اپنے آقا ومطاع کے حکم کے ماتحت قادیان ہجرت کرکے چلے آئے۔ 1908 میں آپؓ نے خلیفہ بننے کے کچھ عرصہ بعد ہی وہ جائیداد صدر انجمن احمدیہ کے نام کردی۔ یہ جائیداد 5687 روپیہ اور بارہ آنہ میں فروخت ہوئی۔

(تاریخ احمدیت، جلد 3 صفحہ 217)

اعانت یتامیٰ ومساکین کے لئے تحریک

1909ء میں آپؓ نے یتامیٰ اور مساکین فنڈ کی اعانت کے لئے ایک تحریک فرمائی۔ اور 100 روپیہ آپ نے خود بھی اس میں عطا فرمایا

(البدر 21 جنوری 1909ء)

مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے وظائف

مدرسہ تعلیم الاسلام کے یتامیٰ اور مساکین کے وظائف کی مد میں چونکہ گنجائش کم تھی اس لئے اس میں بھی آپؓ نے اس سال اپنی جیب خاص سے 100 روپیہ عنایت فرمایا۔ یہ جون 1910ء کی بات ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 320)

الحکم کے احیاء کی کوششیں اور اس میں آپؓ کی مالی قربانی

الحکم مالی بحران کا شکار تھا اور عین ممکن تھا کہ یہ عظیم اخبار بند ہو جاتا۔ آپؓ نے جلسہ سالانہ 1913ء میں احباب جماعت سے اس اخبار کے لئے تحریک فرمائی اور اس کے مالی انتظام کے لئے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کو ناظم مقرر فرمایا۔ نیز اپنے پاس سے

بقیہ صفحہ 11 پر

صفدر نذیر گولیکی

کیمرون میں احمدیت

مغربی افریقہ کا ملک کیمرون بہت سی خصوصیات کا حامل ہے۔ اس کا دارالحکومت Yaounde ہے اور سب سے بڑا شہر Douala ہے۔ اس ملک پر مختلف قوموں نے حکومت کی جس کی وجہ سے اس کی زبانیں مختلف ہیں۔ برطانیہ کی حکومت کی وجہ سے دوآلہ Douala میں انگریزی زبان آج تک بولی جاتی ہے اور فرانسیسی کالونی ہونے کی وجہ سے یاؤنڈے Yaounde میں فرانسیسی بولی جاتی ہے 1960ء میں آزادی ملی اور ریپبلک آف کیمرون کہلایا۔ اور جب انگریزی راجدھانی سے آزادی 1972ء میں ملی تو اس کا نام ’’یونائیٹڈ ریپبلک آف کیمرون‘‘ کہلایا۔ ملک پیٹرولیم مصنوعات، زراعت، سڑکوں اور ریلوے کی وجہ سے خوشحال ہے۔ کیمرون میں مختلف گروپس پائے جاتے ہیں۔

Highlanders 31%
Northwestern Bantu8%
Equatorial bantu 19%
Eastern Nigritic 7%
others Africam 13%
Kirdi 11%
Non-African less than1%/.
Fulani 10%

اس ملک میں 24 مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔ فرانسیسی اور انگریزی آفیشل زبانیں ہیں۔ مذاہب کے اعتبار سے تقسیم کچھ اس طرح ہے۔

Catholic 38%
Protestant 26%
Others Christain 5%
Muslim 21%
Animist5.6%
Other 1%
Non-beliver 3%

اب خدا کے فضل سے تین چار دہائیوں سے احمدیت کا عروج بھی ہو رہا ہے۔ پہلے 1983ء میں نائیجیریا جماعت کے وائس پریزیڈیٹ مکرم الحاج

حمزہ سنیالو نے کیمرون کا دورہ کیا اور جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ خاکسار کو جب 1988ء تا 1996ء ریپبلک آف بینن کا امیر و مشنری انچارج بنایا گیا تو میرے سپرد 4 ممالک لگائے گئے۔ بینن کے علاوہ کیمرون، ٹوگو اور نائیجر بھی تھے۔

کیمرون کی طرف تبلیغی سفر

اپریل 1994ء کی بات ہے موسم خنک تھا۔ اور بارش کے آثار تھے۔ خاکسار نے رخت سفر باندھا۔ اور اپنے ساتھ جاتے ہوئے عزیزم ابراہیم عبد العزیز جس کو نائیجیریا آلارو جامعہ میں تعلیم کے لئے بھیجا تھا ساتھ لینے کا ارادہ کیا۔ نائیجیریا کا ویزہ بھی لگوایا دو دفعہ بارڈر پار کرنا تھا۔ پورٹو نوو سے آلارو پہنچا۔ اپنے ساتھ کتب کا ایک کارٹن بھی تیار کیا جس میں فرانسیسی لٹریچر تھا۔ آلارو سے ابراہیم کو ساتھ لیا۔ نائیجیریا اور کیمرون کے ملکی حالات بھی ٹھیک نہ تھے اس لیے کسی ساتھی کا ساتھ ہونا ضروری تھا۔ خیر ہم Calaba پہنچے جو کہ نائیجیریا اور کیمرون کا سرحدی بڑا شہر ہے۔ رات یہیں بسر کی۔ ہمارا قیام جماعت احمدیہ کے ہسپتال میں ہوا۔ اور Coumba پہنچے جو کہ کیمرون کا سرحدی شہر ہے۔ یہاں جاتے ہوئے راستے میں ایک جگہ ٹیکسی روکی۔ ایک ہوٹل تھا۔ لوگ باہر آرہے تھے اور منہ صاف کر رہے تھے لگتا تھا کہ کوئی اچھا مزے دار کھانا کھا کر مزہ لے رہے ہیں۔ ہم بھی داخل ہوئے تا کہ کھانا کھایا جائے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ بندر کا گوشت کھایا جا رہا ہے ساتھ پلاٹین بڑا لمبا کیلا۔ بھی کوئلوں پر بھنا جا رہا ہے ساری بھوک ہوا ہو گئی۔ ویٹر نے کہا کون سا بندر تیار کر کے دیں۔ دیکھا کہ ایک رسی کے ساتھ بہت سے بندر سوکھا کر لٹکائے ہوئے ہیں۔ حالت غیر ہو گئی بہر حال صرف بھنا ہوا کیلا ہی لے کر بھوک مٹائی۔ اور پیٹ کی آگ بجھائی KOMBA میں رات بسر کرنی تھی۔ سب سے سستا ہوٹل تلاش کیا چھوٹے سے کمرے میں رات بسر کی۔ یہاں تک پہنچتے پہنچتے پولیس نے خوب تنگ کیا۔ ہر پولیس چوکی پر پولیس والے ہمیں ٹیکسی سے اتارتے، تلاشی لیتے، کتابیں چیک کرتے، اُول فول کہتے، پیسے مانگتے۔ خیر خدا خدا کر کے اگلے دن دوالا جو کہ کیمرون کا بہت بڑا تجارتی مرکز ہے پہنچے۔

اور پھر دوالا سے yaoundey پہنچے۔ یہی ہماری منزل تھی۔ کیونکہ مکرم راجی صائبو نے دعوت دی تھی کہ ہم ان کے ہاں آئیں اور جماعت کا پیغام پہنچائیں اور راجی صاحب ان دنوں نائجیریا کی ایمبیسی میں کام کرتے تھے اور ان دنوں site vert میں رہتے تھے۔ دو ہفتہ ان کے ہاں قیام رہا ان کے ذریعے حکومتی عہدے داروں سے ملاقاتیں کیں جس میں پرسنل سیکرٹری، وزیر اعظم اور وزیر خارجہ کے دفاتر میں احباب سے ملا اور کتب تحفہ دیں۔ ہر روز انفرادی طور پر بھی احباب سے ملاقاتیں کیں اور ان تک پیغام پہنچایا۔ کیونکہ اس زمانہ میں علی الاعلان اجتماعی تبلیغ کرنا بہت مشکل تھا۔ حالات ایسے سازگار نہ تھے۔ ہمارا پیغام جن احباب تک پہنچا۔ جس کا نتیجہ اللہ کے فضل سے بعد میں بہت ہی زبر دست نکلا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ ابراہیم عبدالعزیز جو میرے ساتھ گیا تھا اللہ کے فضل سے بینن کا پہلا باقاعدہ جامعہ پاس مبلغ بنا۔ نائیجیریا کے ذریعے دوآلہ میں احمدیت پھیلنی شروع ہوئی اور یاؤنڈے میں خاکسار نے ابتدائی کوشش کی۔ کیمرون کی تاریخ میں لکھا ہے کہ عیسائیوں نے اپنے مذہب کے پھیلاؤ کے لیے بڑی

قربانیاں دی ہیں۔ ایک واقعہ جس نے مجھے بہت ہی متاثر کیا وہ یہ تھا۔ کہ ابتدائی دور کی بات ہے 3 لڑکیاں جنہوں نے اپنے آپ کو وقف کیا تھا۔ سترہ اٹھارہ سال کی عمر کی تھیں۔ ارادہ کیا کہ کیمرون کے گھنے جنگلوں میں Pigmy (چھوٹے قد کے لوگ) کو عیسائی بنایا جائے اور ان کے بچوں کو جنگلوں سے شفٹ کر کے شہر لایا جائے۔ چنانچہ وہ تینوں کٹھن راستوں کا سفر کرتے ہوئے ان کے پاس پہنچ گئیں۔ ان کی زبان سیکھی، ان کے پاس 30 سال رہیں ان میں سے کافی لوگوں کو عیسائی بنایا اور اس بات پر راضی کیا کہ وہ اپنے بچوں کو ان کے ساتھ شہر بھیجیں چنانچہ 10 بچے تیار ہوئے وہ لے کر شہر آگئیں۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد نو بچے واپس چلے گئے، صرف ایک ان کے پاس رہ گیا۔ یہ مذہب کے پھیلاؤ اور تبلیغ کی راہ میں نہایت ہی کربناک کوشش ہے جو ان بچیوں نے کی اور تمام جوانی اسی کام میں وقف کر دی اور نتیجہ لا حاصل رہا۔

آج احمدیت کے فرزانوں کو بھی موقع ملا ہے کہ وہ حقیقی اور سچے مذہب کی تبلیغ کریں۔ اللہ تعالیٰ بھی فضل فرما رہا ہے اور مبلغین کی قربانیوں کو پھل لگ رہا ہے اور ہماری تبلیغ رنگ لا رہی ہے۔ خدا کے فضل سے ہمارے بڑے، بوڑھے، عورتیں سب قربانیاں کر رہے ہیں۔ جان، مال، عزت ایک سچے مذہب کی اشاعت کے لیے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر نچھاور کر رہے ہیں اور اس کا نتیجہ بھی نکل رہا ہے۔ لیکن ابھی بہت زیادہ ہمت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ اب کیمرون کو ہی لیں کب سارا کیمرون احمدی ہوگا؟ اس کے لیے ہمیں کتنی کوششیں کرنی ہیں؟ ہر ایک کو جان لینا چاہیے۔ غلبہ آخر ہمارا ہی ہو گا جس کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ اور جس کے ثمرات تھوڑے وقت میں ظاہر ہو رہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

کیمرون میں احمدیت حقیقی اسلام کی روز افزوں ترقی

کیمرون میں سب سے پہلے لوکل مبلغ ابو بکر صاحب ہیں۔ ابو بکر جو مراکش میں تھے اور اب جماعت احمدیت کے لیے قربانی دے رہے ہیں۔ اور اس جماعت کے پہلے باقاعدہ امیر و مشنری انچارج مکرم مولانا عبد الخالق نیر ہیں۔

تازہ رپورٹ کے مطابق 14 مساجد جو جماعت نے تعمیر کی ہیں 85 جماعتیں ہیں۔ مرکزی مبلغین میں خاکسار کے علاوہ مکرم ظفر اللہ مصطفیٰ جامعہ انٹرنیشنل غانا سے فارغ التحصیل نائجیرین ہیں۔

اس کے علاوہ 12 معلمین کرام کیمرون میں خدمت بجا لا رہے ہیں۔ ایم ٹی اے کا خدا کے فضل سے مضبوط نظام جاری ہے۔ حضور انور کا پیغام اس کے ذریعہ سے ملک کے کونے کونے میں پہنچ رہا ہے۔ پانچ ریڈیو اسٹیشن سے مختلف زبانوں میں تراجم پیش کئے جا رہے ہیں۔ عیسائیوں اور دوسرے مسلمانوں کی طرف سے مشکلات تو ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور انور کی رہنمائی اور دعاؤں سے سب مسائل اور مصائب دور ہو جاتے ہیں۔ یہ ترقیات دیکھ کر انسان پرانی تکالیف بھول جاتا ہے جو تبلیغ کے سلسلے میں اٹھائی گئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو اور ترقی دے اور ہم جو خون لگا کر شہیدوں میں شامل ہوئے ہیں حقیقی طور پر انہیں ملکوں میں شہید ہو کر سرخرو ہوں۔ انجام بخیر ہو آمین۔

شازیہ باسط خان۔ آسٹن، امریکہ

سیدہ قیصرہ ظفر ہاشمی مرحومہ کی یاد میں

مکرمہ سیدہ قیصرہ ہاشمی صاحبہ حلقہ وحدت کالونی امارت علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی مؤرخہ 25 فروری 2022ء کو وفات ہوئی ہے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم محمود احمد ہاشمی اسیر راہ مولیٰ کی والدہ ہیں۔ آنٹی ہاشمی مرحومہ سے تعارف اس وقت ہوا جب خاکسار کی فیملی حلقہ اقبال ٹاؤن لاہور منتقل ہوئی۔ بیت التوحید کے قریب ساتھ ساتھ گھر تھے۔ ایک دو ملاقاتوں کے بعد آپ نے مجھے بیٹی کہا اور پھر اس تعلق کو آخر وقت تک نبھایا۔

مرحومہ بہت خوبیوں کی حامل شخصیت تھیں۔ آپ نے عرصہ چالیس سال سے زیادہ خدمت دین میں گزارا۔

آپ کا تعلق گاؤں سیداں والی ضلع سیالکوٹ سے ہے اور اکثریت خاندان شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتی ہے۔ آپ کے دادا سید محمد علی بخاری ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ تشریف لائے تو آپ نے اس وقت بیعت کی سعادت حاصل کی۔ سید محمد علی بخاری کے والد سید امیر علی نے انہیں گھر سے نکال دیا اور کہا کہ تم سید ہو کر مرزا (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کا کلمہ پڑھتے ہو۔ ان کی والدہ نے بہت دعائیں کیں کہ اگر یہ سچے ہیں تو ان کے والد کو کوئی نشان دکھا۔ تب سید امیر علی کو خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نظر آئے اور فرمایا کہ میں وقت کا امام ہوں، انہوں نے پوچھا کہ آپ کی نشانی کیا ہے تو حضورؑ نے فرمایا جو میری بیعت میں سچے دل سے شامل ہو گا وہ طاعون سے نہیں مرے گا۔ اس کے بعد سید امیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کثرت سے الہام و کشوف ہوئے اور 634 مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، بارہا خدا تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ امام ہندی سچے ہیں سو انہوں نے قادیان جا کر بیعت کر لی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کثرت الہام اور کشوف کی بنا پر ملہم کا خطاب ملا اور 313 صحابہ میں 79 نمبر پر ہیں۔ (خاکسار کو یہ حالات مکرمہ قیصرہ ہاشمی صاحبہ نے بذات خود تحریر کروائے تھے)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام روحانی خزائن جلد نمبر 13، کتاب ”ضرورۃ الامام“ کے صفحہ 501 تحریر فرماتے ہیں کہ۔

”۔۔۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میری جماعت میں اس قسم کے ملہم اس قدر ہیں کہ بعض کے الہامات کی ایک کتاب بنتی ہے۔ سید امیر علی شاہ ہر ایک ہفتہ کے بعد الہامات کا ایک ورق بھیجتے ہیں۔“

روحانی خزائن جلد نمبر 13 کتاب البریۃ کے صفحہ 351 پر سید امیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام 36 نمبر پر درج ہے۔

”سید امیر علی شاہ ملازم پولیس سیالکوٹ۔“

”آئینہ کمالات اسلام“ میں بھی آپ کا نام صفحہ نمبر 327 پر 32 نمبر پر درج ہے۔

مکرمہ سیدہ قیصرہ ہاشمی صاحبہ نے لجنہ اماء اللہ کے مختلف شعبہ جات تربیت، رشتہ ناطہ، بطور جنرل سیکرٹری اور پھر صدر حلقہ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ آپ بیان کرتی ہیں کہ جب میں نے لجنہ اماء اللہ میں خدمت کا آغاز کیا تو خواب دیکھا کہ میرے میاں مکرم ظفر اقبال ہاشمی صاحب، آپ کے پاس ایک چمکتی چابی لائے ہیں کہ اسے سنبھالو یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کی چابی ہے آپ نے وہ چابی پکڑ لی اور کچھ عرصہ بعد آپ صدر حلقہ اقبال ٹاؤن منتخب ہوئیں۔ آپ تقریباً سات سال صدر رہیں اس کے بعد مختلف صدران کے ساتھ بطور جنرل سیکرٹری خدمت کی توفیق حاصل کی۔ بطور جنرل سیکرٹری آپ کی رپورٹ لجنہ کارگزاری نہایت بہترین ہوتی۔ آپ نے کئی کامیاب رشتے کرائے۔

آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ آپ تقریباً ہر تحریک چندہ میں شامل ہوتیں اور اوّل وقت میں ادائیگی فرماتیں۔ جب بھی مکرمہ فوزیہ شمیم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ ضلع لاہور کا تحریکات کے حوالے سے دورہ ہوتا تو آپ چندہ لکھوانے والوں کی اولین فہرست میں شامل ہوتیں۔ ہر تحریک میں شامل ہوتیں۔ آپ نے زیور کی بھی مالی قربانی کی اور جب کسی وجہ سے مکرمہ بی بی جان صدر لجنہ ضلع لاہور کے پروگرام میں شرکت سے رہ جاتیں تو اپنا وعدہ بھجواتیں۔ آپ وقت کی بہت پابند تھیں اجلاسات وقت پر بلکہ سب سے پہلے پہنچتیں، اسی طرح آپ کے ساتھ کافی مرتبہ شادیوں پر جانے کا موقع ملا تو جو وقت کارڈ پر لکھا ہوتا اسی کے مطابق پہنچتیں۔ اور اکثر شادی والے گھر کے افراد سے بہت پہلے ہم پہنچ جاتے۔ کافی عرصہ سے گھٹنوں کی تکلیف تھی لیکن اس کے باوجود جماعتی آواز پر لبیک کہنے والی ہستی تھیں۔ آپ کی خدمات ان ممبرات کے لئے روشن مثال ہے جو جماعت کے کاموں میں سستی کرتی ہیں۔

آپ ہر حال میں راضی بہ رضا رہنے والی ہستی تھیں۔ آپ نے اپنے بیٹے محمود ہاشمی کی اسیری کو بھی بہت صبر اور حوصلے سے برداشت کیا اور اکثر اس کے لئے دعا گو رہتیں اور سب کو دعا کا کہتیں۔

خاکسار سے آپ کا نہایت پیار بھرا تعلق تھا۔ آپ نے مجھے بیٹی بنایا اور اس تعلق کو آخر وقت تک نبھایا۔ آپ کے ساتھ حلقہ میں جانا، ممبرات سے ملنا، اجلاسات و پروگرام میں شمولیت، خوشی غمی میں اکٹھے جانا، آپ کو گھٹنوں کی تکلیف تھی، میں بعض اوقات آپ کو سہارا دیتی تو اس بات کا کئی مرتبہ ذکر کرنا کہ شازیہ کے ساتھ میں ہر جگہ بہت سکون و اطمینان کے ساتھ جاتی ہوں۔ عید پر بلکہ ہر موقع پر تحائف دینا، چوڑیوں کا تحفہ دینا، بلکہ میرے پاس آپ کی دی ہوئی اتنی چوڑیاں جمع ہوگئیں تو ایک مرتبہ میرا چھوٹا بیٹا کہنے لگا امی آپ لجنہ کی نمائش مینا بازار میں چوڑیوں کا سٹال لگا لیں۔ میں نے آنٹی کو بتایا تو بہت ہنسیں اور کہا کہ احمد کو کہو کہ یہ چوڑیاں میں نے اپنی بیٹی کو دی ہیں۔ آپ ایک زندہ دل ہنس مکھ خاتون تھیں۔ خود بھی چوڑیاں مہندی کا شوق رکھتیں اور سب کو بھی یہ تحائف دیتیں۔ ایک ماں کی طرح میرا خیال رکھتیں، میں منع کرتی تو کہتیں کہ تم میری بیٹی ہو، جب میں نہیں ہوں گی تو یاد کرو گی اور واقعی آج ان کی کمی بہت شدت سے محسوس ہوتی ہے اور میں ایک دعا گو پُرشفقت وجود سے محروم ہوگئی ہوں جو مجھے اور میری فیملی کو ہمیشہ اپنے دعاؤں کے حصار میں رکھتی تھیں۔

خاکسار کے امریکہ منتقل ہونے کے بعد بھی باقاعدگی سے فون کر کے حال پوچھنا۔ میری کوشش ہوتی کہ میں پہلے فون کروں لیکن ہمیشہ آنٹی مجھ سے سبقت لے جاتیں۔ اکثر مصباح اور الفضل میں وفات یافتہ کی یاد میں مضامین پڑھ کر کہتیں کہ کوئی میرے بارے میں بھی لکھے گا، اور میں اکثر انہیں مذاق میں کہتی کہ آپ فکر نہ کریں اگر میں زندہ ہوئی تو میں لکھوں گی۔

آج ان کے بارے میں لکھتے ہوئے شدت سے ان کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ آپ نہایت پیار کرنے والی شفیق، مہربان اور ہر دلعزیز شخصیت کی مالک تھیں۔ آپ نے ایک ماں کی طرح میرا خیال کیا اور اپنے اس کہے کو کہ تم میری بیٹی ہو کو آخر وقت تک نبھایا۔

اپنی وفات سے دو گھنٹہ پہلے مجھے فون کر کے میری اور میری فیملی کی خیریت دریافت کی اور ڈھیروں دعائیں دیں۔ آپ اپنے بیٹے مکرم محمود اقبال ہاشمی کی اسیری پر بہت غمزدہ تھیں۔ ہر ایک کو دعا کے لئے کہتیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کے بیٹے مکرم محمود احمد ہاشمی صاحب اور تمام اسیران راہ مولیٰ کی جلد رہائی کے سامان فرمائے (آمین)۔

درویشان قادیان کی اپنے آقا کے ساتھ ایک یادگار تصویر۔سنہ 2005ء

رپورٹ: انصر عباس۔ نمائندہ الفضل ساؤتومے و پرنسپ

پہلا جلسہ سالانہ پرنسپ

تعارف اور جماعت کا قیام: ساؤتومے و پرنسپ دو جزیروں ساؤتومے (São Tomé) اور پرنسپ (Príncipe) پر مشتمل براعظم افریقہ کا ایک چھوٹا سا ملک ہے جو کہ اٹلانٹک اوشن (بحراوقیانوس) میں وسطی افریقہ کے ملک گابون (Gabon) سے شمال اور گنی ایکوٹیریل سے شمال مغرب میں واقع ہے۔ پرنسپ جزیرے میں جماعت کا پودا مکرم و محترم انصر عباس صاحب مبلغ انچارج وصدر جماعت احمدیہ ساؤتومے و پرنسپ کے ذریعے نومبر 2018 میں لگا۔ اس جزیرے پر سو فیصد عیسائی تھے۔ قیام احمدیت کے بعد عیسائی پادریوں کی طرف سے شدید مخالفت بھی ہوئی لیکن ہمیشہ کی طرح اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ترقی دی۔ اب تک اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے نومبائعین کی تعداد (تین سو) سے بڑھ چکی ہے۔ دسمبر 2020میں اس جزیرے کے گاؤں پورتو ریال میں اسلام احمدیت کی طرف سے پہلی مسجد بنائی گئی۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 21 مئی 2022 کو پرنسپ جزیرہ پر جماعت کو اپنا پہلا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ سالانہ کا

عنوان تھا ’’خلافت امن وسلامتی، عدل اور بھائی چارہ کی ضامن ہے‘‘۔ جلسہ سالانہ کے لئے وہاں کے تمام نومبائعین کو مدعو کیا گیا تھا۔ وہاں کے ریڈیو پر بھی اعلان کیا گیا۔ جلسہ کے دن فجر سے قبل ہی شدید بارش شروع ہوگئی اور جلسہ ختم ہونے سے کچھ دیر قبل تک ہوتی رہی۔ پہلا جلسہ ہونے کی وجہ سے بڑی گھبراہٹ تھی کہ لوگ زیادہ شامل نہیں ہوسکیں گے کیونکہ عمومی طور پر اس جزیرہ کے لوگ بارش میں گھروں سے نہیں نکلتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں فوری طور پر دعا کا خط لکھا گیا جس کے نتیجے میں بارش نومبائعین کو جلسہ میں شرکت کرنے سے روک نہ پائی اور 11 مختلف مقامات سے 117(ایک سو سترہ) افراد جلسہ میں شامل ہوئے۔

صبح دس بجے جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن پاک اور نظم سے کیا گیا۔ جلسہ میں کل چار تقاریر ہوئیں۔ ۱۔ جلسہ سالانہ کی اہمیت و برکات۔ ۲۔ نماز باجماعت کی اہمیت۔ ۳۔ قرآن پاک نجات کا سرچشمہ ہے۔ ۴۔ خلافت امن وسلامتی، عدل اور بھائی چارہ کی ضامن ہے۔

پہلی دو تقاریر کے بعد ۲۰ منٹ کا وقفہ کیا گیا جس میں ریفریشمنٹ کی گئی۔ دوبارہ تلاوت اور نظم کے بعد دوسرا سیشن شروع کیا گیا۔ تقاریر سے قبل نومبائعین نے احمدی ہونے پر اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ سوال و جواب بھی ہوئے۔ آخری دو تقاریر کے بعد مبلغ انچارج صاحب نے دعا کروائی اور ترانے گائے گئے۔ جلسہ کے اختتام پر نماز ظہر وعصر ادا کی گئی۔ پھر شاملین جلسہ نے کھانا تناول کیا اور اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ تمام نومبائعین پہلی دفعہ جلسہ سالانہ میں شامل ہو کر بہت خوش ہوئے۔

محترم جوزے ایمانوئل صاحب نے کہا میں پہلی دفعہ جلسہ میں شامل ہوا ہوں۔ مجھے بہت خوشی ہوئی۔ میری خواہش اور دعا ہے کہ یہ جلسہ ہر سال منعقد ہو۔ پہلے میرا بیٹا احمدی ہوا تھا۔ اس وقت ہمیں اسلام کا کچھ علم نہیں تھا۔ میرے بیٹے نے مجھے بھی اس مذہب کی طرف راغب کیا۔ اب یہی نجات کا راستہ ہے۔

یونیورسٹی کے ایک طالب علم محترم والدو (Waldo) صاحب نے کہا کہ مجھے ابھی کچھ ہی عرصہ ہوا کہ اسلام میں داخل ہوا ہوں۔ اسلام کی تعلیمات امن و محبت، ایک دوسرے کا خیال رکھنا، والدین کی عزت کرنا، میرے لئے ہدایت کا موجب بنیں۔ آج یہاں پہلے جلسہ سالانہ میں شامل ہونا میرے لئے اعزاز کی بات ہے۔ اسلام کی تعلیمات سن کر میرے ایمان میں بہت اضافہ ہوا۔

ایک اسکول ٹیچر محترم ویلکے (Vilké) صاحب نے کہا کہ جلسہ میں پہلی دفعہ شامل ہوا ہوں۔ جلسہ کی تعلیمات نے میرے دل پر بہت اثر کیا ہے۔ شدید بارش میں اتنے لوگوں کا جلسہ سالانہ میں شامل ہونا کسی معجزہ سے کم نہیں تھا۔ اب ہمیں اپنے احمدی ہونے پر فخر ہے۔۔ اس جزیرے پر پہلے اسلام کا کسی کو علم نہیں تھا۔ ہم اسلام کو اچھا مذہب نہیں سمجھتے تھے۔ اب پتا چلا کہ اسلام بہت اچھا مذہب ہے۔ اس کی تعلیمات نجات کا راستہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ پہلا جلسہ سالانہ اس جزیرے کے احمدیوں اور تمام لوگوں کے لئے بہت بابرکت ہو۔ یہ جلسہ یہاں کی تمام سعید روحوں کو اسلام احمدیت کی طرف کھینچ لانے والا ہو۔ آمین

رپورٹ: طاہر محمود عابد۔ گنی کناکری بیت الاحد کناکری

جلسہ ہائے یوم خلافت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گنی کے چار ریجنز کی 16 جماعتوں میں جلسہ ہائے یوم خلافت منعقد کئے گئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام جماعتوں میں یہ پروگرام نہایت کامیاب رہے اور ان جلسوں میں شامل ہونے والے احباب جماعت کی تعداد 5135 اور غیراز جماعت احباب کی تعداد 125 رہی ان جلسوں میں خلافت کی اہمیت، برکات اور خلیفہ وقت سے محبت بڑھانے اور تعلق پیدا کر کے دعاؤں سے استفادہ کرنے کی اہمیت پر تقاریر کی گئیں جو کہ احباب جماعت نے بڑی توجہ اور محبت سے سنیں۔

یہاں کناکری میں ہونے والے جلسہ یوم خلافت کی مختصر رپورٹ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش ہے

مورخہ 29 مئی 2022 کو کناکری کی مرکزی احمدیہ مسجد بیت الاحد میں جلسہ کا انعقاد ہوا۔ 11 بجکر تیس منٹ پر جلسہ کی کاروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی سورۃ النور کی آیت 55 تا 57 کی تلاوت کی گئی جو کہ عزیزم محمد ماریگا صاحب نے کی اس کے بعد مکرم محمد منیر کمارا صاحب نے ’’خلافت کے امین ہم ہیں‘‘ نظم خوش الحانی کے ساتھ پیش کی۔ خاکسار نے خلیفہ وقت سے ذاتی تعلق پیدا کرنے اور حضور اقدس کی دعاؤں سے فیض یاب ہونے کیلئے ایک مستقل تعلق پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور ساتھ ہی خلافئے احمدیت اور پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے ذریعہ رونما ہونے والے غیرمعمولی معجزات میں سے کچھ کا ذکر کیا۔

اس کے بعد مکرم ماماڈو ماریگا صاحب نے خلافت کی اہمیت، برکات اور ہماری ذمہ داریاں کے موضوع پر نہایت مدلّل تقریر کی جس میں خلافت راشدہ اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق خلافت راشدہ کے بعد شروع ہونے والی جابر بادشاہت کا ذکر کیا اور پھر حضرت مسیح موعودؑ کی آمد اور آپکی رحلت کے بعد قدرت ثانیہ جس کا آنا اٹل اور دائمی تھا کا ذکر کیا اور بتایا کہ خلیفۂ وقت کے ساتھ وفا اور محبت کا تعلق تبھی قائم ہو سکتا ہے جب ہم آپکے احکامات کو سن کر ان پر عمل کریں گے اور جو خلافت کی مرضی ہو اس کے مطابق اپنی مرضیوں کو ڈھال دیں گے تو پھر ہی اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے والے ہونگے۔

آخری تقریر مکرم محمد کبا صاحب نے جماعت احمدیہ مسلمہ میں عظیم نظام خلافت علیٰ منہاج نبوۃ کی مختصر تعریف اور حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات جو کہ حضور انور نے مختلف یورپی ایوانوں میں اسلام کی سچائی اور آنحضرت ﷺ کی صداقت رحمۃ للعالمین ہونے پر بیان فرمائیں کا ذکر کیا اور خلیفۃ المسیح کی ان مبارک کاوشوں کے نتیجہ میں جو غیروں

کے تاثرات تھے پیش کئے کہ کس طرح حضور اقدس کے خطابات سن کر غیرمسلم عیسائی اکابرین کے خیالات یکسر بدل گئے اور جو غلط تاثرات ان کے دلوں میں اسلام کے متعلق تھے صاف ہوگئے۔ اور بتایا کہ یہ بھی خلافت کی برکات میں سے ایک برکت ہے کہ دین کی تمکنت ان کے مبارک وجود سے ہوگی۔

آخر میں خاکسار نے ان کلمات پر کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو ہمیشہ تقویٰ کی راہوں پر چلتے رہنے اور عمل صالح پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ یہ نعمت تاقیامت ہمارے درمیان قائم رہے اور ہم سب کو حقیقی رنگ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا فرمانبردار اور مطیع بنائے جیسا کہ خلیفہ وقت ہم سے چاہتے ہیں۔ دعا کروائی اور جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام تقاریر بہت محنت سے تیار کی گئیں اور احباب جماعت نے بڑی توجہ سے سنیں اور استفادہ کیا۔

جلسہ کا اختتام نماز ظہر وعصر کی ادائیگی پر ہوا آخر میں تمام احباب کو کھانا پیش کیا گیا۔

حضور انور کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی اور سچا عاشق خلافت بنائے اور ان برکات سے نوازے جو خلافت سے وابستہ رہنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ آمین

رپورٹ: چوہدری طاہر احمد گل۔ نمائندہ الفضل ان لائن بیلجیئم

جلسہ یومِ خلافت بیلجیئم

ہم احمدی بطورِ بشر کتنے خوش نصیب ہیں کہ جنہیں خلافت کی رِدا اوڑھے 115سال ہو چکے ہیں اور اِن زندہ آنکھوں سے آئے روز قدرتِ ثانیہ کے مظہر کا چہرہ دیکھتے ہیں، سکینت بھری آواز سنتے ہیں، اپنے مسائل کا حل پوچھتے ہیں، اپنے خطوط کا جواب پاتے ہیں اور اس مطہر وجود سے اپنے وجود کا مس کرتے ہوئے ہاتھوں کو چوم چوم لیتے ہیں کیونکہ وہ ہمارے درمیان سایہ رب العالمین ہے اور وارث الرسل ہے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ

27 مئی 1908ء کا دن ہمارے اسلاف کے لیے یقیناً عید سعید تھا کہ جنہوں نے قدرت ثانیہ کا ظہور ہوتے دیکھا اور حبل اللہ کو پکڑ کر ہمیں اتحاد کی مالا میں پرو دیا اس پر ہم سب شکر حمد باری تعالیٰ بجا لاتے ہیں، نبی پاک محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درود بھیجتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کامل ایمان لاتے ہوئے آپؑ کی اتباع میں قائم ہونے والی خلافت راشدہ کی اطاعت میں دل وجاں سے فدا ہیں اور اس احسانِ عظیم کو یاد رکھنے کے لیے ہر سال اسی روز اکٹھے ہوتے ہیں اور انوارِ خلافت، برکاتِ خلافت، استحکامِ خلافت، اطاعتِ خلافت اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ پر سیر حاصل گفتگو اور تقاریر سنتے ہیں جو ہم سب کے لیے سرمایہ افتخار و ترقی دین کا موجب ہے۔

امسال جماعت احمدیہ بیلجیئم نے بھی نیشنل شعبہ تربیت کی وساطت سے اور محترم امیر صاحب کی رہنمائی میں 27 مئی 2022ء بروز جمعۃ المبارک جلسہ یوم خلافت منانے کا پروگرام ترتیب دیا گیا جس کے مطابق ملک بھر میں ریجنل سطح پر جلسہ ہائے یومِ خلافت منائے جائیں گے۔ پروگرام کے مطابق ہر لوکل جماعت و ریجن مقررہ دن یعنی 27 مئی بروز جمعہ شام 19:00-20:00 ایک گھنٹہ اپنا پروگرام منعقد کریں گے اور پھر 20:00-21:00 بجے ایک گھنٹہ کے لیے تمام ریجنز مرکزی نیشنل پروگرام کے ساتھ Youtube کے لائیو لنک سے منسلک ہو جائیں گے۔ اس پروگرام کے ماتحت تمام ریجن اور تمام جماعتیں شامل ہوئیں، لوکل پروگراموں میں زیادہ تر نوجوانوں نے لوکل زبانوں میں تقاریر کیں اور Presentations پیش کیں۔ لئیج ریجن میں فرنچ میں تقریر مکرم ڈاکٹر نعمان احمد باجوہ صاحب نے کی اردو تقریر مکرم ارسلان احمد صاحب مربی سلسلہ نے خلافت سے وابستگی کے موضوع پر اور مکرم منیر احمد بھٹی صاحب نے خلافت کی اہمیت پر تقریر کی۔ ریجن انٹورپن میں تلاوت قرآن حیدر احمد صاحب نے کی نظم طارق حسین صاحب نے پیش کی اردو تقریر مکرم شہریار اکبر مربی سلسلہ نے اطاعت خلافت کے موضوع پر کی۔ خاکسار (نمائندہ الفضل) کو اپنے ریجن میں برکات خلافت پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ ملا۔ دلبیک برسلز میں امیر صاحب کی زیر صدارت جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم نوید الظفر صاحب نے کی اور نظم مکرم رانا گلفام صاحب نے پیش کی ڈچ تقریر مکرم مشہود احمد صاحب نے کی اردو تقریر مکرم محمود ناصر صاحب نے برکات خلافت اور منور احمد بھٹی صاحب نے خلافت کی اہمیت پر کی۔ مرکزی طور پر تین زبانوں میں ایک ایک تقریر پیش کی گئی۔ مکرم امیر صاحب ڈاکٹر ادریس احمد نے اردو میں اطاعت خلافت پر اپنی تقریر پیش کی، مکرم مشنری انچارج احسان سکندر صاحب نے فرنچ میں جبکہ مکرم آصف بن اویس صاحب مربی سلسلہ نے ڈچ زبان میں تقریر کی۔ شام 21:00 بجے محترم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب امیر جماعت بیلجیئم نے اختتامی دعا کروائی۔ اس کے بعد ہر ریجن میں افرادِ جماعت کو کھانا پیش کیا گیا اور بعد میں نماز مغرب و عشاء ادا کی گئیں اس طرح پورے بیلجیئم میں جلسہ ہائے یومِ خلافت اختتام پذیر ہوئے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ

خلافت سہارا ہے ہم غم زدوں کا
اسے رکھ سلامت خدائے خلافت

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

بقیہ: حضرت زکریاؑ...... از صفحہ 5

وضاحت کر دی جائے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’آیت کے معنے قرآن کریم میں کئی مقامات پر حکم کے بھی آئے ہیں۔ آیات قرآنیہ کو بھی اسی وجہ سے آیات کہا جاتا ہے کہ ان میں احکام الٰہیہ کا بیان ہوتا ہے پس: ’’رَبِّ اجۡعَلۡ لِّیۡۤ اٰیَۃً‘‘ کے یہ معنے ہیں کہ خدایا! مجھے کوئی حکم دے جس کی میں تعمیل کروں۔ یعنی تو نے جو مجھ پر یہ احسان فرمایا ہے میں اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ اب تو مجھے کوئی ایسا حکم دے جو تیرے شکر کی ایک ظاہری علامت ہو اور جس کو پورا کر کے میرا دل خوش ہو جائے کہ میں نے رب کا حکم پورا کر دیا ہے۔ بائبل سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل میں آئندہ کی خبروں کے لئے نشان مقرر ہوتے تھے جن میں سے بعض نشان تو آسمانی ہوتے تھے اور بعض میں صرف عبادت کا حکم ملتا تھا‘‘ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے (پیدائش باب 9 آیت 9 تا 17) (پیدائش باب 17 آیت 9 تا 11) اور (حزقیل باب 20) کے حوالہ جات لکھنے کے بعد فرمایا: ’’اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل میں کسی نیک کام کا کرنا پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے لئے ایک ظاہری نشان سمجھا جاتا تھا۔ اسی رنگ میں حضرت زکریا نے بھی خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہی مجھے کوئی نشان دیا جائے یعنی مجھے کوئی ایسا حکم دیا جائے کہ جب میں اسے پورا کروں تو یہ وعدہ اٹل ہو جائے کیونکہ جب بندہ اپنا وعدہ پورا کر دے تو اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ ضرور پورا کرتا ہے اور اس کو کسی اور رنگ میں نہیں بدلتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے کہا تیرے لئے وہ حکم جو اس بات کی علامت ہو گا کہ تو نے خدا کا شکر ادا کر دیا ہے یہ ہے کہ تو لوگوں سے تین راتیں کلام نہیں کرے گا اس حالت میں کہ تو تندرست اور بے عیب ہو گا اور بغیر کسی بیماری کے ہو گا۔ اور ان دنوں میں ذکر الٰہی کرتا رہے گا‘‘

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 142-143)

بقیہ: حیاتِ نور الدینؓ...... از صفحہ 7

1000 ایک ہزار روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا۔

(الحکم 28 فروری 1914ء صفحہ 1)

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحبؓ کی قربانیوں اور اطاعت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو عشق اور محبت کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تھا اسے ہر وہ احمدی جس نے آپ کے بارے میں کچھ نہ کچھ پڑھا ہو یا سنا ہو جانتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محض لِلّٰہ عقدِ اخوت اور محبت کی کوئی مثال اگر دی جا سکتی ہے تو وہ حضرت مولانا حکیم نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال ہے۔ اقرارِ اطاعت کرنے کے بعد اگر اس کے انتہائی معیاری نمونے دکھا کر اس پر قائم رہنے کی مثال کوئی دی جا سکتی ہے تو وہ حضرت مولانا نور الدینؓ کی ہے۔ تمام دنیوی رشتوں سے بڑھ کر بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے اگر کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رشتہ جوڑا تو اس کی اعلیٰ ترین مثال حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ہے۔ خادمانہ حالت کا بے مثال نمونہ اگر کسی نے قائم کیا تو وہ حضرت حکیم الامّت مولانا نور الدینؓ نے قائم کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے عجز و انکسار میں اگر ہمیں کوئی انتہائی اعلیٰ مقام پر نظر آتا ہے تو جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اس کا بھی اعلیٰ معیار حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے قائم کیا اور پھر امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وہ اعزاز پایا جو کسی اور کو نہ مل سکا۔ آپ علیہ السلام نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بارے میں فرمایا کہ

’’چہ خوش بُودے اگر ہر یک زِ اُمّت نورِ دیں بودے‘‘

(نشانِ آسمانی، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 411)

پس یہ ایک زبردست اعزاز ہے جو کہ زمانے کے امام نے اپنے ماننے والوں کے لئے ہر چیز کا معیار حضرت مولانا نور الدین کے معیار کو بنا دیا کہ اگر ہر ایک نور الدین بن جائے تو ایک انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 13 نومبر 2015ء)

یہ آپ کی بے شمار قربانیوں میں سے چند مثالیں پیش ہیں جن سے روز روشن کی طرح یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپؓ نے خدائی حکم کے موافق اپنی جان، مال، وقت، عزت غرض سب کچھ اس خدائی سلسلہ کی تائید میں قربان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مبارک ذات اقدس پر اپنی بے انتہاء رحمتیں اور فضل نازل فرمائے اور تاقیامت جماعت احمدیہ کو حقیقی اور مثالی قربانیاں کرنے والے وجود مہیاء فرماتا رہے۔ آمین

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

سانحہ ارتحال

• مکرم حافظ اسد اللہ وحید۔ سیرالیون سے یہ افسوس ناک اطلاع دیتے ہیں۔

مدرسۃ الحفظ۔ سیرالیون کے ایک ہونہار طالبعلم عزیزم اسماعیل بنگورا کے والد مکرم ابراہیم بنگورا آف جماعت ٹومبووالا، روکوپر ریجن مؤرخہ 20 اپریل 2022ء کو قلیل عارضہ کے سبب بعمر 70 سال وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

ان کے اکلوتے بیٹے عزیزم اسماعیل بنگورا بتاتے ہیں کہ مرحوم 2010ء میں بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوئے۔ آپ نہایت ہنس مکھ اور ملنسار طبیعت کے مالک تھے اور نماز باجماعت باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ مرحوم مسجد کے ہمسایہ میں رہتے تھے اور جماعتی کاموں میں ہر ممکن تعاون کرتے تھے۔ مرحوم نے اپنے اکلوتے بیٹے کو باوجود غربت اور تنگدستی کے جماعت کے لئے پیش کر دیا جو اس وقت قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے اور انکی اولاد کو انکی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

فقہی کارنر

قربانی کے حقیقی معنیٰ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لوگ بالعموم قربانی کی حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ مَیں دیکھتا ہوں طبائع میں عام طور پر کامل فرمانبرداری اور اطاعت کا مادہ بہت کم پایا جاتا ہے۔ نفس کا مارنا اور خدا تعالیٰ کے احکام کے مقابلہ میں اپنی تمام خواہشات اور امنگوں کو قربان کر کے گردن ڈال دینا، اپنا آپ بھلا کر تمام تر خدا کے لئے ہوجانا اور اِباء واستکبار کو ترک کر دینا نہایت ہی مشکل اور موت سے بھی سخت تر ہے۔

بہت ہیں کہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے پابند ہوں گے۔ مالوں کی قربانی میں دلیری اور حوصلے سے کام لیں گے۔ نفسانی خواہشات کو قربان کر کے ایثار کا ثبوت دیں گے۔ بدنی اور جسمانی خدمات کے لئے کمر بستہ ہوں گے اپنے اوقات گرامی کی قربانی کے لئے آمادہ نظر آئیں گے مگر کامل فرمانبرداری اور ترک اِباء واستکبار کے امتحان میں کچے نکلیں گے اور پیچھے رہ جائیں گے کیونکہ وہ اعمال تو ایسے ہیں کہ کرتے کرتے ان کی عادت پختہ ہوجاتی ہے۔ اور وہ انسان کے ایسے عادت ثانی ہوجاتے ہیں کہ پھر ان کا ترک کرنا انسان کے واسطے مشکل ہوجاتا ہے۔

مگر فرمانبرداری اس بات کا نام ہے کہ انسان کے اندر ایک ایسی روح اور اس کے قلب میں ایک ایسا احساس پیدا ہوجائے کہ وہ ان تمام احکام کی فرمانبرداری اور تعمیل کے لئے ایسا کمر بستہ ہوجائے کہ جب جب بھی کوئی حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے، اس کے رسولوں اور انبیاءؑ کی طرف سے، یا ان کے نواب اور خلفاء کی طرف سے صادر ہو۔ سو یہ اس کے ماننے اور فرمانبرداری کے لئے اپنے دل میں کوئی خلش نہ پائے اور تعمیل کے لئے بالکل تیار ہو۔ اِباء واستکبار اور نافرمانی کا خیال و وہم تک بھی اس کے قلب میں نہ گذرے۔ پس انسان ہزار نمازیں پڑھے، صدقات دے اور ظاہری قربانیاں ادا کرے مگر جب تک وہ قلب سلیم نہیں جس میں یہ یقینی عزم ہو کہ خدا تعالیٰ کا مقابلہ نہیں کرنا، اِباء و استکبار نہیں کرنا اور خدا کے لئے ہر موت اپنے اوپر وارد کرنا منظور ہے تب تک کچھ بھی نہیں۔۔۔

قربانی کے معنیٰ ہیں کہ انسان ایک مردہ کی طرح ہوجائے جو بدست زندہ ہو وہ اسے جدھر چاہے پھیر دے اور جہاں چاہے رکھ دے۔ نہ کوئی اس کی خواہش ہو اور نہ اس کا اپنا کوئی جذبہ ہو۔ وہ اپنے ارادے اور نیت کو بالکل کھو چکا ہو۔ ایسا مردہ انسان بلکہ بے حس وحرکت پتھر بھی لاکھ درجہ بہتر ہے اس انسان سے جو ظاہری اعمال سے اپنے اسلام و فرمانبرداری کا دعویٰ کرے مگر امتحان کے وقت جھوٹا ثابت ہو اور اباء و استکبار کرے۔

(الفضل 6/ ستمبر 1920ء صفحہ 7-9 بحوالہ خطبات محمود جلد 2 صفحہ 65-66)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

اعلان ولادت

• مکرمہ درثمین احمد۔ جرمنی سے یہ اعلان بھجواتی ہیں۔

خاکسار کی ہمشیرہ عزیزہ کومل فاطمہ زوجہ لقمان احمد کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹیوں کے بعد پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ بچے کا نام عماز احمد تجویز ہوا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری ظہور احمد کا نواسہ اور مکرم ظفر احمد بجا کا پوتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بچے کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ نافع الناس اور تمام خاندان کے لئے قرّۃ العین بنائے، خلافت کا سچا فرمانبرار اور خلیفہ وقت کا سلطان النصیر بنائے آمین۔

ایک سبق آموز بات

اعتماد

میاں بیوی کے رشتے میں اعتماد اور بھروسہ لازم و ملزوم ہیں اگر آپس میں اعتماد یا بھروسہ نہ ہو تو وہ رشتہ، رشتہ نہیں رہتا، محض خود غرضی کا عنصر میاں بیوی کے اس پیارے رشتے کی بنیادوں کو دیمک کی طرح چاٹ جاتا ہے۔ جس دل میں پیار ہونا چاہیے اس دل میں کرواہٹ بھر جاتی ہے جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شدت اختیار کرتی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے گھر ٹوٹ جاتے ہیں. میاں بیوی دونوں کے لیے ضروری ہے کہ آپس میں دوستی والا ماحول رکھیں، کوئی بات بھی ایک دوسرے سے نہ چھپائیں کیونکہ کوئی بات بھی زیادہ عرصہ تک چھپی نہیں رہتی اور بعد میں وہی بات فتنہ اور فساد کا سبب بنتی ہے جو ہنستے بستے گھر اجاڑ دیتی ہے۔

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

طلوع وغروب آفتاب

5/ جولائی 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:16	19:07
مدینہ منورہ	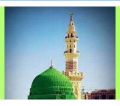	04:07	19:15
قادیان		03:49	19:38
ربوہ		03:29	19:18
اسلام آباد ٹلفورڈ	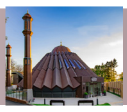	03:25	21:20